قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡهِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

بدھ 8/مارچ 2023ء | 15/شعبان 1444 ہجری قمری | 8/امان 1402 ہجری شمسی | جلد:5 | شمارہ:57

ارشادِ باری تعالیٰ

اِنَّهٗ لَقُرۡاٰنٌ کَرِیۡمٌ ﴿۷۸﴾ فِیۡ کِتٰبٍ مَّکۡنُوۡنٍ ﴿۷۹﴾ لَّا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الۡمُطَهَّرُوۡنَ ﴿۸۰﴾

ترجمہ: یقیناً یہ ایک عزت والا قرآن ہے۔ ایک چھپی ہوئی کتاب میں (محفوظ)۔ کوئی اسے چھو نہیں سکتا سوائے پاک کئے ہوئے لوگوں کے۔

فرمان خلیفۂ وقت

پاکیزگی اور معرفت، تقویٰ میں ترقی کرنے سے بڑھتے ہیں

پہلی بات تو ایمان کی ہے۔ ایمان کی باتیں تو ثابت ہو جاتی ہیں۔ پھر اگر مزید معرفت حاصل کرنی ہے تو تقویٰ میں ترقی کرنی ہوگی۔ جوں جوں تقویٰ میں ترقی کرتا جائے گا مزید پاک ہوتا چلا جائے گا۔ قرآن کریم کا عرفان حاصل ہوتا چلا جائے گا۔ پس قرآن کریم ان لوگوں کو جو دور کھڑے اس تعلیم کو دیکھ رہے ہیں اور اپنے بغضوں اور کینوں کی وجہ سے قریب آنا بھی نہیں چاہتے۔ بلکہ دوسروں کو ورغلانے پر بھی تلے ہوئے ہیں۔ شیطان کا کردار جو اس نے کہا تھا کہ میں ہر راہ سے آؤں گا، ان لوگوں نے تو وہ اختیار کیا ہوا ہے۔

پس قرآن کو سمجھنے کے لئے پہلے پاک دل ہونے کی بھی ضرورت ہے اور اس پاکی میں پھر انسان آگے بڑھتا جاتا ہے۔ اگر پاک دل ہوں گے تو پھر کچھ سمجھ آئے گی۔ پھر مزید عرفان حاصل کرنے کے لئے مزید تقویٰ میں ترقی کرنے کی ضرورت ہے۔ تو ایک انسان کا قرآن کریم سمجھنے کے لئے یہ معیار ہے۔ اب دیکھیں! وہ خاتون بھی تھیں جس کا میں نے ذکر کیا ہے کہ قرآن کا ترجمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئیں۔ پتہ نہیں اس نے ترجمہ کس کا پڑھا تھا۔ کس حد تک وہ صحیح تھا لیکن بہرحال اس کے دل پر اثر ہوا۔ پس قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے پاک دل ہونا اور اس میں چھپے ہوئے موتیوں کو تلاش کرنا ضروری ہے۔ قریب آ کر دیکھنا بھی ضروری ہے لیکن اگر ان پادری صاحب کی طرح صرف اعتراض کے رنگ میں دیکھے گا تو پھر اسے کچھ نظر نہیں آئے گا۔ وہ اس جاہل کی طرح ہے جو ستاروں کو دور سے دیکھ کر انہیں چھوٹا سا چمکتا ہوا نقطہ سمجھتا ہے۔ ایسے بےعقل لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا ہے کہ قرآن کریم کی تعلیم ایسے حاسدوں، بغضوں اور کینوں سے بھرے ہوؤں اور ظالموں کو سوائے گھاٹے کے کسی چیز میں نہیں بڑھاتی۔ اس میں اگر شفا ہے تو مومنین کے لئے ہے۔ اگر اس میں کوئی تعلیم ہے اور سبق ہے تو مومنین کے لئے ہے۔ اگر ان سے کوئی فیض پاتا ہے تو پاک دل مومن فیض پاتا ہے یا وہ فیض پانے کی کوشش کرتا ہے جو خالی الذہن ہو کر پھر اس کو سمجھنے کی کوشش کرے۔ اگر اس سے کوئی اپنی روحانی میل دور کرتا ہے تو پاک دل مومن کرتا ہے۔

(خطبہ جمعہ 29/ فروری 2008ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- آنکھ میں اشک نہ اس طرح اتارا کرتے (منظوم)
- آنحضرتؐ ایک جسم کی طرح ہیں اور صحابہؓ آپؐ کے اعضاء ہیں
- احکام خداوندی
- حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ
- تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے
- مجلس کے آداب

فرمانِ رسولؐ

ابو شریح خزاعیؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے اور فرمایا: آپ کو بشارت ہو اور خوشخبری ہو، کیا آپ گواہی نہیں دیتے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں؟ انہوں نے عرض کیا: جی حضور! آپ نے فرمایا: یہ قرآن کریم ایک رسہ ہے جس کی ایک طرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور دوسری طرف تمہارے ہاتھوں میں، سو اسے مضبوطی سے تھامے رکھو، (یعنی اگر تم اس پر پوری طرح عمل کرتے رہوگے) تو اس کے بعد تم کبھی گمراہ اور ہلاک نہیں ہوگے۔

(المصنف لابن أبي شيبة، كتاب فضائل القرآن، في باب التمسك بالقرآن حدیث رقم: 30506)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

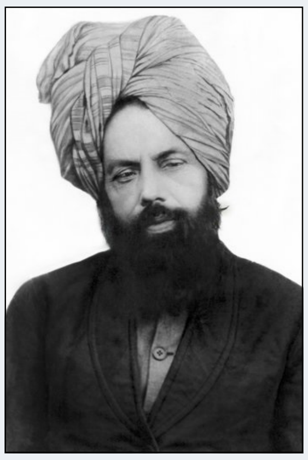

قرآن عظیم الشان کتاب ہے

• میں مَوَاقِعِ النُّجُوْمِ کی قسم کھاتا ہوں، اور یہ بڑی قسم ہے اگر تمہیں علم ہو اور قسم اس بات پر ہے کہ یہ قرآن عظیم الشان کتاب ہے اور اس کی تعلیمات سنت اللہ کے مخالف نہیں۔ بلکہ اس کی تمام تعلیمات کتاب مکنون یعنی صحیفہ فطرت میں لکھی ہوئی ہیں اور اس کے دقائق کو وہی لوگ معلوم کرتے ہیں جو پاک کئے گئے ہیں۔ (اس جگہ اللہ جلّشانہ نے مَوَاقِعِ النُّجُوْمِ کی قسم کھا کر اس طرف اشارہ کیا کہ جیسے ستارے نہایت بلندی کی وجہ سے نقطوں کی طرح نظر آتے ہیں مگر وہ اصل میں نقطوں کی طرح نہیں بلکہ بہت بڑے ہیں ایسا ہی قرآن کریم اپنی نہایت بلندی اور علو شان کی وجہ سے کم نظروں کے آنکھوں سے مخفی ہے اور جن کی غبار دور ہو جاوے وہ ان کو دیکھتے ہیں اور اس آیت میں اللہ جلشانہ نے قرآن کریم کے دقائق عالیہ کی طرف بھی اشارہ فرمایا ہے جو خدا تعالیٰ کے خاص بندوں سے مخصوص ہیں جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے پاک کرتا ہے اور یہ اعتراض نہیں ہوسکتا کہ اگر علم قرآن مخصوص بندوں سے خاص کیا گیا ہے تو دوسروں سے نافرمانی کی حالت میں کیونکر مواخذہ ہو گا کیونکہ قرآن کریم کی وہ تعلیم جو مدار ایمان ہے وہ عام فہم ہے جس کو ایک کافر بھی سمجھ سکتا ہے اور ایسی نہیں ہے کہ کسی پڑھنے والے سے مخفی رہ سکے اور اگر وہ عام فہم نہ ہوتی تو کارخانہ تبلیغ ناقص رہ جاتا۔ مگر حقائق معارف چونکہ مدارِ ایمان نہیں صرف زیادت عرفان کے موجب ہیں اس لئے صرف خواص کو اس کوچہ میں راہ دیا کیونکہ وہ دراصل مواہب اور روحانی نعمتیں ہیں جو ایمان کے بعد کامل الایمان لوگوں کو ملا کرتی ہیں۔)

(کرامات الصادقین، روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 52-53)

• دنیاوی علوم کی تحصیل اور ان کی باریکیوں پر واقف ہونے کے لئے تقویٰ وطہارت کی ضرورت نہیں ہے ایک پلید سے پلید انسان خواہ کیسا ہی فاسق و فاجر ہو، ظالم ہو، وہ ان کو حاصل کرسکتا ہے۔ چوڑھے چمار بھی ڈگریاں پالیتے ہیں لیکن دینی علوم اس قسم کے نہیں ہیں کہ ہر ایک ان کو حاصل کرسکے۔ ان کی تحصیل کیلئے تقویٰ وطہارت کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے لَّا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الۡمُطَهَّرُوۡنَ ﴿۸۰﴾ (الواقعہ: 80)۔ پس جس شخص کو دینی علوم حاصل کرنے کی خواہش ہے اسے لازم ہے کہ تقویٰ میں ترقی کرے جس قدر وہ ترقی کرے گا اسی قدر لطیف دقائق اور حقائق اس پر کھلیں گے۔

(البدر جلد 3 نمبر 2 مؤرخہ 8/ جنوری 1904ء صفحہ 3)

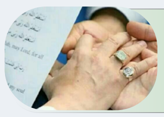

دربارِ خلافت

حضرت مسیح موعودؑ کے اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے آپ کی عزت قائم ہوئی

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے آپ کی عزت قائم ہوئی۔ اس کے بالمقابل ہماری جماعت کے کتنے دوست ہیں جو غصے کے موقع پر اپنے نفس پر قابو رکھتے ہیں؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھو کہ ایسے شدید دشمن کے صحیح واقعات سے بھی اُس کی تذلیل گوارا نہیں کرتے مگر ہمارے دوست جوش میں آکر گالیاں دینے بلکہ مارنے پیٹنے لگ جاتے ہیں۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ:

ع رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

پس ہماری جماعت کو ایک طرف تو یہ اعلیٰ اخلاق اپنے اندر پیدا کرنے چاہئیں اور دوسری طرف بدی سے پوری پوری نفرت کرنی چاہئے۔ ایسی ہی نفرت جیسی حضرت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دکھائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بھی یہ دونوں نظارے پائے جاتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مومن ایک سمویا ہوا انسان ہے اور پھر واقعہ بیان کیا کہ پنڈت لیکھرام کو آپ نے سلام کا جواب نہیں دیا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اُس نے زبان درازی کی تھی۔ لیکن دوسری طرف یہ بھی رحم ہے کہ اپنے متعلق جو بات ہو رہی ہے اُس میں فرمایا کہ نہیں۔ ایسا کام نہیں کرنا جس سے مولوی محمد حسین صاحب کو ذلت کا سامنا کرنا پڑے۔ آپ فرماتے ہیں کہ یاد رکھو کہ جو شخص اپنی اولاد کو نیک اخلاق نہیں سکھاتا وہ نہ صرف یہ کہ اپنی اولاد سے دشمنی کرتا ہے بلکہ سلسلہ سے بھی دشمنی کرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی کرتا ہے اور خدا سے دشمنی کرتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ مَیں بہت ساری نصیحتیں کرتا رہتا ہوں، خطبات دیتا رہتا ہوں، اور یہ سلسلہ تو ہر دور میں چلتا ہے، تمام خلفاء نے دیئے، دیتے رہے ہیں، مَیں بھی دیتا ہوں۔ آپ مثال اس کی دیتے ہیں کہ جب تک خطبات چلتے رہتے ہیں، کچھ نہ کچھ اثر رہتا ہے اور جب خطبات کا سلسلہ بند ہوتا ہے یا پھر کچھ عرصے بعد وہ اثر ختم ہو جاتا ہے۔ آپ نے اس کی مثال دی کہ ایک کھلونا ہوتا ہے جس کا نام ہے jack in the box۔ وہ باکس کے اندر ایک لچکدار گڈا ہوتا ہے۔ جب ڈھکنا بند کر دیں تو وہ اندر بند ہو جاتا ہے۔ ڈھکنا کھولو تو پھر اچھل کے باہر آ جاتا ہے۔ تو یہی حال ان لوگوں کا ہے جن کو نصیحت کرتے رہو، کرتے رہو، کچھ عرصہ اثر رہتا ہے اور جب نصیحت بند ہوتی ہے تو پھر وہ اُسی طرح اچھل کے باہر آ جاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ خدا نے کسی کو اتنا وقت نہیں دیا کہ ایسے وعظ کر سکے کہ مستقل چلتے چلے جائیں۔ اصل چیز یہی ہے کہ انسان مومن بنے، پھر یہ سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ کشمکش اُسی وقت تک کے لئے ہے جب تک ایمان نہ ہو۔

پس جب توجہ دلائی جائے تو اُس کو غور سے سننے کے بعد پھر اُس کو عملی زندگی کا حصہ بنانا چاہئے اور یہی جماعت کی ترقی کا راز ہے اور یہی چیز جو ہے انسان کو صحیح عبد بناتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں پس ضرورت اس امر کی ہے کہ جماعت محسوس کرے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیج کر اللہ تعالیٰ نے اُن پر بڑی ذمہ داری ڈالی ہے۔ انسان کے اندر کمزوریاں خواہ پہاڑ کے برابر ہوں، اگر وہ چھوڑنے کا ارادہ کر لے تو کچھ مشکل نہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا مشہور مقولہ ہے کہ اگر تمہارے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو تو تم پہاڑ کو اُن کی جگہوں سے ہٹا سکتے ہو۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ گناہ خواہ پہاڑ کے برابر ہوں، انسان کے اندر ایمان اگر رَتّی برابر بھی ہے تو وہ ان پہاڑوں کو اُڑا سکتا ہے۔ جس دن مومن ارادہ کر لے تو اس کے راستہ میں کوئی روک نہیں رہتی۔ وہ سب روکیں دور ہو جاتی ہیں۔ فرمایا کہ اس وقت مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ دوست اپنی اپنی اولادوں کی اور جماعت کے دوسرے نوجوانوں کی اصلاح کریں۔ اپنی اصلاح کریں۔ جھوٹ، چوری، دغا، فریب، دھوکہ، بدمعاملگی، غیبت وغیرہ بدعادات ترک کر دیں۔ حتیٰ کہ اُن کے ساتھ معاملہ کرنے والا محسوس کرے کہ یہ بڑے اچھے لوگ ہیں اور اچھی طرح یاد رکھو کہ اس نعمت کے دوبارہ آنے میں تیرہ سو سال کا عرصہ لگا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے ہمیں ملی۔ اگر ہم نے اس کی قدر نہ کی اور پھر تیرہ سو سال پر یہ جا پڑی تو اُس وقت تک آنے والی تمام نسلوں کی لعنتیں ہم پر پڑتی رہیں گی۔ اس لئے کوشش کرو کہ اپنی تمام نیکیاں اپنی اولادوں کو دو اور پھر وہ آگے دیں اور وہ آگے اپنی اولادوں کو دیں اور یہ امانت اتنے لمبے عرصے تک محفوظ چلی جائے کہ ہزاروں سالوں تک ہمیں اس کا ثواب ملتا جائے۔ کیونکہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو نیکی کسی شخص کے ذریعہ سے قائم ہو، وہ جب تک دنیا میں قائم رہے اور جتنے لوگ اُسے اختیار کرتے جائیں اُن سب کا ثواب اُس شخص کے نام لکھا جاتا ہے۔ پس جو بدلہ ملتا ہے وہ بھی بڑا ہے اور امانت بھی اپنی ذات میں بہت بڑی ہے۔ اس طرف ہمیں توجہ دینی چاہئے۔

(الفضل 26؍اگست 1936ء بحوالہ خطباتِ محمود جلد 17 صفحہ 547-559)

(خطبہ جمعہ 29؍ نومبر 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

آنکھ میں اشک نہ اس طرح اتارا کرتے

آنکھ میں اشک نہ اس طرح اتارا کرتے
بس میں ہوتا تو محبت سے کنارہ کرتے

خامشی سے تری دنیا سے نکل جاتے ہم
اتنے بیزار تھے ہم سے تو اشارہ کرتے

صرف اک خواب تو آنکھوں میں کہیں رکھ دیتے
صرف اک پل تو کسی روز ہمارا کرتے

باندھ رکھا ہے ہمیں پھول سی زنجیروں نے
ورنہ اے عشق! تجھے ہم بھی دوبارہ کرتے

تو ہمیں سبز تو رکھتا کسی گل موسم میں
ہم ترے ساتھ خزاؤں میں گذارہ کرتے

شاخِ لرزیدہ تھا ہر شخص تری بستی کا
تھامتے کس کو بھلا کس کو سہارا کرتے

ایک آنسو سے کہاں غم کا مداوا ہو گا
رونے والے کسی دریا کو پکارا کرتے

گم ہوا جاتا ہے منزل کا نشاں منظر سے
اے نظر! بول کہ کس طرح نظارہ کرتے

تم دیا! میری طرح جلنے کی جرأت کرتی
''تیرہ بختی میں تمہیں لوگ پکارا کرتے''

دیا جیم۔فجی

اداریہ

آنحضرتؐ ایک جسم کی طرح ہیں اور صحابہؓ آپؐ کے اعضاء ہیں

(حضرت مسیح موعودؑ)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ 9/مارچ 2018ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ کے متعلق درج ذیل ارشاد بیان فرمایا ہے کہ ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جسم کی طرح ہیں اور (آپؐ کے) صحابہ کرامؓ آپ کے اعضاء ہیں۔‘‘

(الفضل آن لائن 7/اکتوبر 2022ء صفحہ 7)

ان دو فقروں میں بہت عمیق مضمون بیان ہوا ہے۔ ہم روزانہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ انسانی جسم اور اس کے اعضاء کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے۔ جسم جہاں اعضاء پر انحصار کر رہا ہوتا ہے وہاں اعضاء جسم کے ساتھ منسلک رہ کر اس سے غذا حاصل کر کے تقویت حاصل کر رہے ہوتے ہیں۔ اگر کوئی عضو مفلوج ہو کر ناکارہ ہو جائے تو وہ اپنا تعلق جسم سے منقطع کر لیتا ہے یا بعض اوقات ناکارہ عضو کو آپریشن کے ذریعہ الگ کر دیا جاتا ہے تا دوسرے اعضاء اس سے محفوظ رہیں۔ انسانی جسم کا نظام خون ایسا وسیع و بلیغ نظام ہے جو اعضاء کو اپنے ساتھ جوڑے رکھ کر ان میں زندگی کی روح پھونکتا رہتا ہے۔ وہ جسم کو طاقتور بھی کرتا ہے۔ انسانی جسم خون کی شریانوں اور باریک در باریک نالیوں پر مشتمل ہے۔ ان باریک نالیوں کے ذریعہ خون بعض انسانی اعضاء کی Toe تک پہنچ کر ان کو servive کرنے میں مدد دیتا ہے۔ جیسے ہاتھ یا پاؤں کی انگلیاں، کان، آنکھ کے اندر باریک نالیاں ہیں جن کے ذریعہ خون ان تک پہنچتا ہے اور ان کو زندہ رکھتا ہے۔ اس سارے عمل میں دل کا بہت اہم رول ہوتا ہے جو خون کو صاف کر کے اعضاء میں واپس بھیجتا ہے۔

اس سارے Process کو اگر صحابہ رسولؐ پر اپلائی کیا جائے تو ایک بہت ایمان افروز مضمون سامنے آتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہؓ کے مضبوط گہرے تعلق سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اور قوت قدسیہ صحابہ میں سرایت کرتی تھی۔ جس طرح اعضاء کو جسم سے تعلق سے زندگی ملتی ہے اسی طرح صحابہ کو روحانی زندگی نصیب ہوتی رہی۔

آج اس اُخروی دور میں حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کے توسط سے ہم احباب جماعت کا روحانی تعلق اور رشتہ آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے قائم ہوا اور صحابہ رسولؐ کے توسط سے ہم بھی صحابہ کہلائے جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں۔

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مے اُن کو ساقی نے پلا دی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

یہ کیسا مبارک اور مقدس رشتہ ہے جو ہمیں آج کے امام مسیح موعود و مہدی دوران کے ذریعہ ملا ہے۔ یہ فخر کا مقام ہے اور یہ شکر خداوندی کا بھی مقام ہے۔ ہم جس حد تک اس نعمت خداوندی پر شکر ادا کریں کم ہے۔ ہماری رہنمائی کے لیے ایک خلیفہ موجود ہیں جو ہمیں ہر جمعہ بدیوں سے دور رہنے اور نیکیوں کی آغوش میں آنے کی نصائح کرتے ہیں۔ اگر اس کو خون پتلا کرنے والی Aspirin کا نام دیا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ڈاکٹر حضرات خون پتلا رکھنے کے لیے Asprin تجویز کرتے ہیں۔ جس کے استعمال سے clots کی پیش بندی کے علاوہ دل کی تکلیف سے بھی بچا جا سکتا ہے۔ نیز اس کے استعمال سے خون پتلا ہو کر باریک باریک شریانوں میں جا کر ان کی زندگی کے سامان بھی مہیا کرتا ہے۔ یوں سارے عمل سے ایک طرف جسم تندرست و توانا رہتا ہے اور دوسری طرف اعضاء صحت و سلامتی کے ضامن بن جاتے ہیں۔ بعینہٖ روحانی دنیا میں صحابہ کرامؓ جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء تھے نے اپنے آپ کو تندرست رکھنے کے لیے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی تمام نصائح پر عمل کیا۔ جس کی وجہ سے اسلام مضبوط ہوتا چلا گیا۔ آج احباب جماعت کے نیک اور اسلامی تعلیمات و اقدار کے مطابق اعمال ان کے اپنے لیے جہاں ان کی روحانی زندگی کی تندرستی کی علامت ہیں وہاں اُن اعمال سے اسلام، احمدیت اور خلافت جو جسم ہیں تندرست و توانا رہتے اور ترقی کرتے ہیں۔ جیسا کہ میں اوپر ذکر کر آیا ہوں کہ حضور کے خطبات ہمیں اور ہمارے اعضاء کو درست رکھنے کا کام کرتے ہیں وہاں This Week With Hazoor، ورچوئیل ملاقاتیں، رپورٹس، دورہ جات ہمارے لیے Tonic کا کام کرتے ہیں۔ ہمارے خون کی صفائی کا موجب ہوتے ہیں، ہمارے بطور اعضاء کے مضبوطی، تندرستی سے خلافت مضبوط ہوتی جاتی ہے۔ جس سے غیر بھی ہماری کامیابیوں کا ذکر بر ملا کرتے ہیں۔ جیسے ایک مولوی نے ایک ویڈیو میسج میں کہا۔

’’ہم ملائشیا میں گئے وہاں قادیانی، انڈونیشیا میں گئے وہاں قادیانی اور دنیا کا آخری کونا جنوب میں وہاں کیپ ٹاؤن ساؤتھ افریقہ کا آخری شہر وہاں قادیانی۔ ہمارے والد صاحب گئے ہیں اور یہ ہمارے بھائی جاوید گئے ہیں شمالی آخری کونا ناروے وہاں پر قادیانی اور دنیا کا مشرق میں آخری کنارہ آسٹریلیا، جزائر فجی وہاں قادیانی۔ دنیا کا مغربی کنارہ گھانا وہاں پر قادیانی۔‘‘

(میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا اداریہ الفضل آن لائن صفحہ 10)

حضور انور نے ایک خطبہ میں فرمایا:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک موقع پر صحابہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ’’صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ کو اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ بڑے سیدھے سادے تھے جیسے کہ ایک برتن قلعی کروا کر صاف اور ستھرا ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی ان لوگوں کے دل تھے جو کلام الٰہی کے انوار سے روشن اور کدورت نفسانی کے زنگ سے بالکل صاف تھے۔ گویا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا کے سچے مصداق تھے‘‘

پھر فرمایا کہ ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جسم کی طرح ہیں اور (آپ کے) صحابہ کرامؓ آپ کے اعضاء ہیں‘‘۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صحیح رنگ میں صحابہ کے مقام کو بھی پہچاننے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے نمونوں پر چلتے ہوئے اپنے اخلاص و وفا کو بھی بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔‘‘

(الفضل آن لائن 7/اکتوبر 2022ء صفحہ 7)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے جسم کے ایک عضو حضرت حکیم مولوی نورالدینؓ کے متعلق یوں لکھتے ہیں ’’میرے ہر ایک امر میں اس طرح پیروی کرتا ہے جیسے نبض کی حرکت تنفّس کی حرکت کی پیروی کرتی ہے۔‘‘

(ترجمہ از عربی عبارت مندرجہ ’’آئینہ کمالات اسلام‘‘ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 585-586)

(ابوسعید)

باپ کی دعا بیٹے کے واسطے اور بیٹے کی دعا باپ کے واسطے قبول ہوا کرتی ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ظہر کے وقت ایک نووارد صاحب سے ملاقات کی اور ان کو تاکید سے فرمایا کہ وہ اپنے والد کے حق میں جو سخت مخالف ہیں دعا کیا کریں انہوں نے عرض کی کہ حضور میں دعا کیا کرتا ہوں اور حضور کی خدمت میں بھی دعا کے لئے ہمیشہ لکھا کرتا ہوں حضرت اقدس نے فرمایا کہ۔

’’توجہ سے دعا کرو باپ کی دعا بیٹے کے واسطے اور بیٹے کی دعا باپ کے واسطے قبول ہوا کرتی ہے اگر آپ بھی توجہ سے دعا کریں تو اس وقت ہماری دعا کا بھی اثر ہوگا۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 502)

دعا کا تحفہ

نیک ظاہر و باطن کی دُعا

حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ دُعا سکھائی:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ سَرِیْرَتِی خَیْرًا مِّنْ عَلَانِیَتِیْ، وَاجْعَلْ عَلَانِیَتِیْ صَالِحَۃً اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ مِنْ صَالِحِ مَا تُؤْتِیْ النَّاسَ مِنَ الْاَھْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ غَیْرَ الضَّالِّ وَالْمُضِلِّ

(ترمذی کتاب الدعوات)

ترجمہ: اے اللہ! میرا باطن میرے ظاہر سے اچھا کر دے اور میرا ظاہر نیک اور اچھا بنا دے۔ اے اللہ! مَیں تجھ سے دنیا میں تیری عطاؤں میں سے ایسے نیک اہل و عیال اور پاک مال اور صالح اولاد مانگتا ہوں جو نہ خود برگشتہ ہونیوالے ہوں اور نہ گمراہ کرنیوالے۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 143)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

صبیحہ محمود۔ جرمنی

احکام خداوندی

اللہ کے احکام کی حفاظت کرو۔ (الحدیث)

قسط 75

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے اپنے پر بند کرتا ہے۔‘‘

(کشتی نوح)

باب ترکہ (حصہ دوم)

کلالہ کے بارے میں حکم

- یَسۡتَفۡتُوۡنَکَ ؕ قُلِ اللّٰہُ یُفۡتِیۡکُمۡ فِی الۡکَلٰلَۃِ ؕ اِنِ امۡرُؤٌا ہَلَکَ لَیۡسَ لَہٗ وَلَدٌ وَّلَہٗۤ اُخۡتٌ فَلَہَا نِصۡفُ مَا تَرَکَ ۚ وَہُوَ یَرِثُہَاۤ اِنۡ لَّمۡ یَکُنۡ لَّہَا وَلَدٌ ؕ فَاِنۡ کَانَتَا اثۡنَتَیۡنِ فَلَہُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَکَ ؕ وَاِنۡ کَانُوۡۤا اِخۡوَۃً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّکَرِ مِثۡلُ حَظِّ الۡاُنۡثَیَیۡنِ ؕ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمۡ اَنۡ تَضِلُّوۡا ؕ وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ﴿۱۷۷﴾

(النساء: 177)

وہ تجھ سے فتویٰ مانگتے ہیں۔ کہہ دے کہ اللہ تمہیں کلالہ کے بارہ میں فتویٰ دیتا ہے۔ اگر کوئی ایسا مَرد مر جائے جس کی اولاد نہ ہو مگر اس کی بہن ہو تو اس بہن کے لئے جو (ترکہ) اس نے چھوڑا اس کا نصف ہوگا اور وہ اس (بہن) کا (تمام تر) وارث ہوگا اگر اس کے کوئی اولاد نہ ہو اور اگر وہ (بہنیں) دو ہوں تو ان کے لئے اس میں سے دو تہائی ہوگا جو اس نے (ترکہ) چھوڑا اور اگر بہن بھائی مَرد اور عورتیں (ملے جلے) ہوں تو (ہر) مرد کے لئے دو عورتوں کے برابر حصہ ہوگا۔ اللہ تمہارے لئے (بات) کھول کھول کر بیان کرتا ہے کہ مبادا تم گمراہ ہو جاؤ اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھتا ہے۔

(نوٹ: اس آیت میں کلالہ کی درج ذیل صورتیں بیان ہوئی ہیں)

1. ایسا مرد جس کی اولاد نہ ہو مگر بہن ہو مر جائے تو اس بہن کو ترکہ میں سے نصف ملے گا۔
2. اگر بہن مر جائے جس کی اولاد نہ ہو تو بھائی اپنی بہن کے سارے ترکہ کا وارث ہوگا۔
3. اگر دو بہنیں ہوں اور وفات یافتہ بھائی کے ترکہ سے دو تہائی اُن کا ہوگا۔
4. اگر ورثاء میں بہن بھائی ہوں تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہوگا۔

- وَاِنۡ کَانَ رَجُلٌ یُّوۡرَثُ کَلٰلَۃً اَوِ امۡرَاَۃٌ وَّلَہٗۤ اَخٌ اَوۡ اُخۡتٌ فَلِکُلِّ وَاحِدٍ مِّنۡہُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنۡ کَانُوۡۤا اَکۡثَرَ مِنۡ ذٰلِکَ فَہُمۡ شُرَکَآءُ فِی الثُّلُثِ مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِیَّۃٍ یُّوۡصٰی بِہَاۤ اَوۡ دَیۡنٍ ۙ غَیۡرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِیَّۃً مِّنَ اللّٰہِ ؕ وَاللّٰہُ عَلِیۡمٌ حَلِیۡمٌ ﴿ؕ۱۳﴾

(النساء: 13)

اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کا ورثہ تقسیم کیا جا رہا ہو جو کلالہ ہو (یعنی نہ اس کے ماں باپ ہوں نہ اولاد) لیکن اس کا بھائی یا بہن ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ ہوگا اور اگر وہ (یعنی بہن بھائی) اِس سے زیادہ ہوں تو پھر وہ سب تیسرے حصے میں شریک ہوں گے وصیت کی ادائیگی کے بعد جو کی گئی ہو یا قرض چکانے کے بعد۔ بغیر اس کے کہ کوئی تکلیف میں مبتلا کیا جائے۔ وصیت ہے اللہ کی طرف سے اور اللہ دائمی علم رکھنے والا (اور) بڑا بُردبار ہے۔

(نوٹ: اس آیت میں کلالہ کی کچھ اور صورتیں بھی بیان ہوئی ہیں جو اُوپر والے حکم سے مختلف ہیں)

1. اگر کسی مرد / عورت کے نہ ہی ماں باپ ہوں اور نہ ہی اولاد اور اس کا کوئی بھائی یا بہن ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے۔
2. اگر وہ (بہن، بھائی) زیادہ ہوں تو وہ سب تیسرے حصہ میں شریک ہوں گے۔ یہ تقسیم وصیت اور مرنے والے کے قرض کی ادائیگی کے بعد ہوگی اور اس تقسیم میں کسی کو ضرر پہنچانا مقصود نہیں ہونا چاہئے۔

(ضروری نوٹ: سورۃ النساء کی آیت 177 اور آیت 13 میں یہ ذکر تھا کہ اگر کلالہ مر جائے اس کی بہن بھائی ماں کی طرف سے ہوں تو اُن کو 1/6 یا 1/3 ملے گا۔ لیکن اِس جگہ اُس کلالہ کا ذکر ہے جس کے بہن بھائی ماں اور باپ دونوں کی طرف سے ہوں یا صرف باپ کی طرف سے۔

(تفسیر صغیر صفحہ 139 حاشیہ)

وفات سے قبل اپنے مال (ورثہ) سے والدین اور اقرباء کے لئے خصوصی وصیت

- کُتِبَ عَلَیۡکُمۡ اِذَا حَضَرَ اَحَدَکُمُ الۡمَوۡتُ اِنۡ تَرَکَ خَیۡرَا ۚۖ الۡوَصِیَّۃُ لِلۡوَالِدَیۡنِ وَالۡاَقۡرَبِیۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ ۚ حَقًّا عَلَی الۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۱۸۱﴾ؕ

(البقرہ: 181)

تم پر فرض کر دیا گیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کو موت آئے اگر وہ کوئی مال (ورثہ) چھوڑ رہا ہو تو وہ اپنے والدین کے حق میں اور رشتہ داروں کے حق میں دستور کے مطابق وصیت کرے۔

(نوٹ: حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت کے تحت foot note میں تحریر فرمایا ہے کہ یہاں مال کی تقسیم کی وصیت مراد نہیں بلکہ وصیت سے مراد عام تاکید ہے کہ احکام الٰہیہ کے مطابق جائداد تقسیم کی جائے اور اگر مال کا کوئی حصہ صدقہ کرنا ہو تو اس کا اظہار کر دے۔ ان معنوں میں ایک الگ حکم ہے۔)

ورثہ کی تقسیم کے وقت اقرباء یتامیٰ مساکین کو کچھ حصہ دینے کی ہدایت

وَاِذَا حَضَرَ الۡقِسۡمَۃَ اُولُوا الۡقُرۡبٰی وَالۡیَتٰمٰی وَالۡمَسٰکِیۡنُ فَارۡزُقُوۡہُمۡ مِّنۡہُ وَقُوۡلُوۡا لَہُمۡ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا ﴿۹﴾

(النساء: 9)

اور جب (ترکہ کی) تقسیم پر (ایسے) اقرباء (جن کو قواعد کے مطابق حصہ نہیں پہنچتا) اور یتیم اور مسکین بھی آ جائیں تو کچھ اس میں سے ان کو بھی دو اور ان سے اچھی بات کہا کرو۔

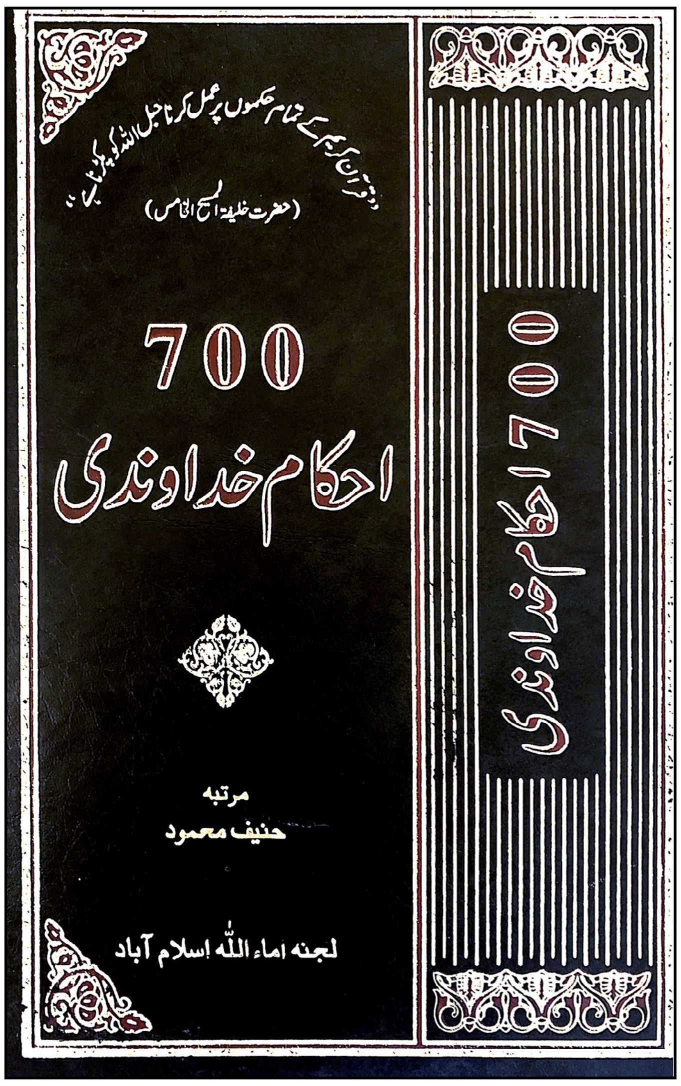

ورثہ کی تقسیم مرنے والے کی وصیت اور قرض کی ادائیگی کے بعد ہوگی

مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِیَّۃٍ یُّوۡصِیۡ بِہَاۤ اَوۡ دَیۡنٍ

(النساء: 12)

وصیت کی ادائیگی کے بعد جو اس نے کی ہو یا قرض چُکانے کے بعد۔

کسی کی وصیت میں تبدیلی کرنا گناہ ہے

فَمَنۡۢ بَدَّلَہٗ بَعۡدَ مَا سَمِعَہٗ فَاِنَّمَاۤ اِثۡمُہٗ عَلَی الَّذِیۡنَ یُبَدِّلُوۡنَہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ ﴿۱۸۲﴾ؕ

(البقرہ: 182)

پس جو اُسے اُس کے سُن لینے کے بعد تبدیل کرے تو اس کا گناہ ان ہی پر ہوگا جو اسے تبدیل کرتے ہیں۔ یقیناً اللہ بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

وصیت کرنے والے کی غلطی کی اصلاح کرنا جائز ہے

فَمَنۡ خَافَ مِنۡ مُّوۡصٍ جَنَفًا اَوۡ اِثۡمًا فَاَصۡلَحَ بَیۡنَہُمۡ فَلَاۤ اِثۡمَ عَلَیۡہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۱۸۳﴾ع

(البقرہ: 183)

پس جو کسی موصی سے (اس کے) ناجائز جھکاؤ یا گناہ کے ارتکاب کا خدشہ رکھتا ہو پھر وہ اُن (وارثوں) کے درمیان اصلاح کر دے تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(700 احکام خداوندی از حنیف احمد محمود صفحہ 530-533)

ہادی علی چوہدری۔ نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ

اور ایک آفاقی عالم، متکلم اور ادیب

قسط 3

تحقیق اور ترتیب مواد

خاکسار نے متعدد مرتبہ خود مشاہدہ کیا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ تحقیق و تدقیق کے دوران بعض اوقات زیرِ تحقیق مسئلہ پر جمع شدہ مواد کو ابتداء میں بکھیر دیتے تھے۔ پھر اس کے ہر حصّے کو جدا جدا کر کے اس کی گہرائی اور تفصیل کو پرکھ کر پھر اسے اپنی مطلوبہ ترتیب کے ساتھ مجتمع فرماتے تھے۔شروع میں محسوس ہوتا کہ ہر پہلو الگ الگ سا ہے۔لیکن ذرا آگے بڑھنے سے واضح ہوتا چلا جاتا کہ تسلسل بھی اسی طرح قائم ہوتا چلا جارہا ہے کہ ہر سمت سے دلیل منضبط ہوتی چلی جاتی ہے۔ حتّٰی کہ بغیر کوئی پہلو تشنہ چھوڑے اور ترتیب قربان کئے، غالب منطق، بالغ دلیل اور واضح مفہوم کے ساتھ اصل اور مرکزی مدّعا روشن ہو جاتا ہے۔

دیگر تصنیفات کی طرح جلسہ سالانہ 1985ء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا خطاب بھی جو بر موضوع ''عرفانِ ختم نبوّت'' جو کتابی شکل میں بھی شائع شدہ ہے، آپؒ کی اسی طرزِ تحقیق و ترتیب کا آئینہ دار ہے۔یوں تو جماعت میں ہر دور کے لٹریچر میں مسئلہ ختم نبوّت پر بڑی جامع اور مبسوط بحثیں کی گئی ہیں۔اس مسئلے پر گہرے، دقیق اور ناقابل ردّ دلائل سے لدے ہوئے مضامین، کتب اور رسائل موجود ہیں۔مگر حقیقت یہ ہے کہ آپؒ نے اپنے مذکورہ بالا خطاب میں اس مسئلہ کے مختلف زاویوں اور پہلوؤں کو ہر جہت میں رکھ کر اور سننے والے یا پڑھنے والے کو ہر سمت میں لے جاکر ہر پُر حقیقت منظر دکھایا ہے اور پھر اسے آخر میں اپنے ساتھ لاکر حقیقی نتیجہ تک پہنچایا ہے۔علم وتحقیق کا یہ ایک اچھوتا رہنما انداز ہے جو آپؒ کو جناب الٰہی سے عطا ہوا ہے۔اس یکتا اسلوب کی خوبصورتی یہ بھی ہے کہ آپؒ نے سامع یا قاری کو اِدھر اُدھر لیجانے اور واپس نتیجہ تک لانے میں اس کے فکر اور سوچ کو نہ ذرّہ بھر بکھرنے دیا ہے نہ الجھنے۔

حضورؒ کی تحقیق وتصنیف کا ایک رنگ یہ بھی ہے کہ آپؒ خود کو کسی مصنف کے رجحانات و نظریات وغیرہ سے کلّیۃً آزاد کر کے دلائل و حقائق کو اپنے اُس فہم و ادراک اور فراست کے ترازو میں تولتے تھے جس کے دھاگے علم وعرفانِ الٰہی سے منسلک تھے۔لہٰذا اس تحقیق کا رُخ ہمیشہ درست سمت میں ٹھوس منطقی نتیجہ تک پہنچتا تھا۔یہ نتیجہ خواہ مروّجہ خیالات سے مختلف یا مخالف بھی ہوتا تو بھی صحیح ہوتا تھا۔یعنی آپؒ ایک فرستادہ اور کامل ماہرِ فن ہونے کی وجہ سے اس کے جملہ زاویوں پر جامع نظر رکھتے تھے۔

حضورؒ تحقیق و تدقیق کو اس کی آخری حدوں کو چھوتے تھے۔آپؒ بلا تصدیق نقل در نقل یا حوالہ درحوالہ اقتباس درج کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔گو آپؒ کی ابتدائی کتب میں بھی کسی ایک دو جگہ بامر مجبوری ایسا ہوا ہے مگر آپؒ فرماتے تھے کہ درحقیقت یہ اہلِ علم کا اسلوب نہیں۔اصل کتاب سے براہِ راست اصل عبارت درج کرنی چاہئے۔

آپؒ اکثر اپنے خداداد علم اور عرفان کی بناء پر بات شروع ہوتے ہی اس کی کنہ کو پا لیتے تھے۔بلکہ بسا اوقات مواد اور تحقیق کے موجود ہوتے ہوئے بھی اپنا ایسا الگ موقف اختیار فرماتے تھے کہ جملہ مواد اس زاویۂ موقف کی تائید کرنے لگتا تھا۔آیت کریمہ ''تِلۡكَ الرُّسُلُ فَضَّلۡنَا بَعۡضَهُمۡ عَلٰى بَعۡضٍ ۘ مِنۡهُمۡ مَّنۡ كَلَّمَ اللّٰهُ....'' (البقرۃ:254) میں مِنۡهُمۡ کے بعد وقف کی صورت میں انبیاءؑ کی ایک دوسرے سے جزوی اور کلّی فضیلتوں اور امتیازات کا ذکر اور ''وَاِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖ'' (النساء:160) میں اہل کتاب کے ہر فرقہ یا فریق میں سے حضرت عیسیٰ ں پر ایمان لانے کی حقیقت کا بیان نیز ''وَعَزَّزۡنَا بِثَالِثٍ'' (یٰس:51) میں مذکور ثالث نبی کے بارہ میں موقف، اسی طرح فرعون مصر کا غرقابی کے بعد زندہ رہنا اور ایک عرصے تک حکومت کرنا، نیز حضرت یحيٰ علیہ السلام کی زندگی و شہادت کی بحث وغیرہ اور دیگر کئی امور ہیں جن میں آپؒ کا موقف نورِ عرفان پر قائم اور ممتاز ہے۔یہ بحثیں آپؒ کی قرآن کلاسوں اور دروس القرآن کی کلاسوں میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

مذاہب اسلام کا علم تو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے آپؒ کو انتہاء کا عطا فرمایا تھا۔آپؒ نے مختلف اسلامی مکاتب فکر کا بھی خوب مطالعہ کیا۔لیکن اس کے ساتھ ساتھ دیگر مذاہبِ عالم، مثلاً یہودیت، عیسائیت، ہندومت، بدھ مت، کنفیوشن ازم، تاؤ ازم، شینٹو ازم، زرتشتی مذہب، سکھ ازم اور قدیم ابورجنی تعلیمات وغیرہ کا بھی آپؒ نے مطالعہ کیا۔اسی طرح کیمونزم اور سوشلزم نیز ان کی مختلف ذیلی تحریکات وغیرہ کے فلسفے کو بھی تفصیل کے ساتھ پرکھا۔علم الادیان کے ساتھ علم الابدان کے جتنے بھی شعبے آپؒ کے لئے ممکن ہوئے، آپؒ نے مطالعہ کئے۔مثلاً سائنس کے مختلف شعبے، سیاستِ ملکی و عالمی، تاریخِ اُمم، جغرافیہ وجغرافیائی تغیّرات، موسموں کے اثرات و تغیّر و تبدّل، مشرقی ومغربی اور یونانی فلسفہ وغیرہ، علم نفسیات، علم وعمل تنویم یا ہپناٹزم، علم اشراق یا ٹیلی پیتھی، تحت الشعور اور لاشعور کے مختلف تجارب، علم فلکیات کے متعدد شعبے اور لامحدود وسعتوں کا ادراک، ابتدائے حیات و ارتقائے حیات کے فلسفے اور علوم، ارضی اور غیر ارضی حیات ومخلوقات، عضویاتی نظام اور اس کا ارتقاء، سمتوں کی حقیقت، علم غیب کی حقیقت، طوفانوں، تباہیوں اور امراض وغیرہ کی وجوہات، زمینی مخلوق کا مستقبل، وغیرہ وغیرہ بے شمار علوم پر آپؒ کا علم انتہائی جامع تھا۔ان کے ساتھ قرآن کریم کا تجربہ یا اس کی تصدیق و حکمت آپؒ کے علم کو حتمیّت عطا کرتی تھی اور آپؒ کے بیان کو سچا اور قطعی بناتی تھی۔اگر یہ کہا جائے کہ جس طرح آپؒ کے منصب خلافت کا دائرہ پورے عالم پر محیط تھا اسی طرح آپؒ کا علم بھی آفاق تا آفاق تھا تو اس میں ایک ذرّہ بھر بھی مبالغہ نہ ہوگا۔آپؒ کی جملہ تصنیفات عموماً اور معرکہ آراء تصنیف ''الہام، عقل، علم اور سچائی'' خصوصاً اس پر شاہد ناطق ہیں۔آپؒ کے علم کی وسعتوں اور ذخائر علوم پر دسترس کا ذکر کرتے ہوئے مشہور ماہر امراض قلب مکرم ڈاکٹر سیّد نور الحسن نوری صاحب تحریر فرماتے ہیں:

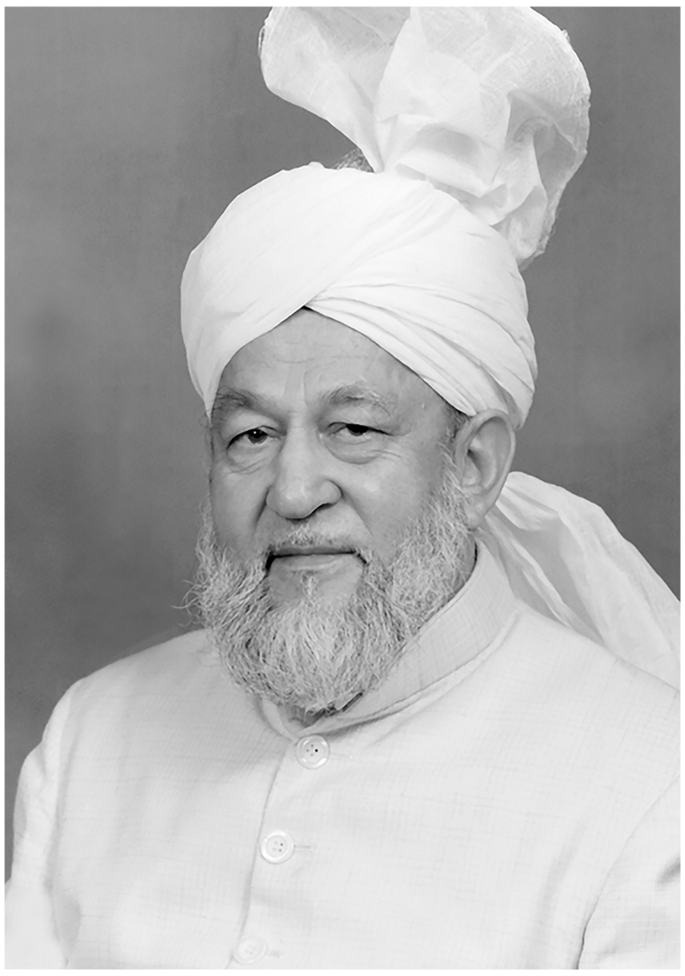

''اب آپ اسی سے اندازہ لگالیں جو اگر ظاہری طور پر دیکھا جائے تو خاکسار نے کارڈیالوجی کی لندن میں تعلیم حاصل کی اس پر بہت زیادہ کام بھی کیا۔لیکن اس موضوع پر حضورؒ سے بات ہوتی تو حضورؒ اس تفصیل سے اس موضوع پر بات کرتے تھے کہ حیرت ہوتی تھی۔خصوصاً میری فیلڈ اینجیو گرافی اور اینجیو پلاسٹی ہے۔بارہ تیرہ سال پہلے کی بات ہے۔جب اینجیو پلاسٹی بالکل آغاز پر تھی تو حضورؒ نے اس کے بارہ میں مجھے روشنی دی تو میرا interest اس بارہ میں شروع ہوا۔''

ایسا ہمیشہ ہوتا تھا کہ آپؒ سے پہلی مرتبہ ملاقات کرنے والے غیر از جماعت خواص کا خیال ہوتا کہ یہ کوئی عام مذہبی لیڈر ہے جو ایک مخصوص ذہن وخیال، محدود علم و فکر، عالمی تقاضوں اور حالات سے لاتعلق اور بے خبر ہے۔لیکن جب گفتگو کا سلسلہ شروع ہوتا تو حضورؒ ان کو انہی کے مخصوص متعلّقہ مضمون کے بارہ میں اتنی گہرائی میں جاکر بتاتے کہ وہ حیران رہ جاتے کہ اس شخص کو اتنا علم کہاں سے آیا ہے اور ملاقات کے بعد اپنے خیالات کا اظہار اس طرح سے کرتے کہ ہمیں اپنے مضمون پر خود اتنا عبور نہیں تھا جتنا آپؒ نے اس کے بارے میں بتایا ہے۔

جب حضورؒ کے علمی تفوّق اور رسائی پر نظر جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپؒ آج کی دنیا میں علم و عرفان کا ایک سرچشمہ تھے۔آپؒ کے دینی اور روحانی علم کے بارے میں ایک عالم گواہ ہے کہ وہ اپنی ذات میں علوم ظاہری و باطنی کا ایک خزانہ تھے۔مگر ہر طبقۂ فکر کے لوگوں کے لئے یہ بات نہایت حیران کن تھی کہ مروّجہ دنیاوی علوم میں بلامبالغہ کوئی ایسا میدان، ایسا موضوع یا مضمون نہیں تھا جس میں آپؒ کو سیر حاصل دسترس نہ تھی۔مثلاً ٹیلی ویژن اور سیٹلائٹ انڈسٹری خالصۃً انجنیئرنگ سے متعلق ایک سائنس ہے۔آپؒ اس کے تمام پہلوؤں کو بھی تفصیل اور گہرائی میں سمجھتے تھے۔چنانچہ نہایت ٹیکنیکل معاملات میں بھی آپؒ ماہرین فنّ سے ہمیشہ دو قدم آگے ہی ہوتے تھے۔ایک مرتبہ آپؒ نے ڈش انٹینا پر سیٹلائٹ سگنل کو ریسیو کرنے کے مکمل تکنیکی عمل اور Parabola کے مفہوم کو باقاعدہ خاکہ بنا کر کام کرنے والوں کو اس طرح سمجھایا جیسے کوئی اعلیٰ ڈگری یافتہ ماہر انجنیئر سمجھا سکتا ہے۔

بارہا ایسا بھی ہوتا تھا کہ کسی فن یا علم کا کوئی ماہر کوئی پیچیدہ معاملہ لے کر بڑی مفصّل اور مکمّل تیاری کے ساتھ حضورؒ کی خدمت میں پیش ہوا۔ ظاہر ہے کہ غلام ہونے کی وجہ سے کم مائیگی کا یہ خیال بھی ساتھ ہوتا تھا کہ شاید مدّعا صحیح بیان نہ ہو پائے۔ مگر حضورؒ نے ابتدائی چند الفاظ میں ہی سارے معاملے کو یوں بھانپ لیا کہ حاصل مطلب نکتہ خود ہی بیان فرما دیا اور بغیر کسی مزید تفصیل کے یوں ہدایت فرمائی کہ اس مسئلے کا اس سے زیادہ مناسب دیگر حل ممکن نہ تھا۔

جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے کہ آپؒ اپنے دور کے منفرد صاحب طرز ادیب ومصنف تھے۔ آپؒ کا قلم اردو ادب اور اس کے محاوروں کے گہرے رازوں سے شناسا اور حق و صداقت کی روشنائی سے منوّر تھا۔ آپؒ سچے تھے، جو لکھتے تھے، سچ لکھتے تھے۔ اس کے عقب میں جو سچا جذبہ کارفرما تھا، آپؒ نے ایک مرتبہ اس کا اظہار یوں فرمایا کہ

’’بچپن میں جب حضرت مسیح موعودؑ کا لٹریچر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے دفاع میں پڑھا کرتا تھا تو میں خدا تعالیٰ سے دعا کیا کرتا تھا کہ اے خدا! جس طرح حضرت مسیح موعودؑ اپنے آقا اور مطاع حضرت محمدؐ کی عزت کی حفاظت میں سینہ سپر ہو جاتے ہیں مجھے بھی یہ توفیق دے کہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے دفاع میں اسی طرح کروں۔ مجھے یقین ہے کہ خدا تعالیٰ نے میری دعاؤں کو قبول کیا اور میں جو بھی کہتا ہوں آپ کی مدافعت اور دفاع میں کہتا ہوں۔‘‘

(الفضل انٹرنیشنل 29/اگست تا 4/ستمبر 1997ء)

خدمتِ اسلام کے لئے مضطرب آرزوں اور سیماب پا خواہشوں سے بھرے ہوئے اس نابغۂ روزگار برگزیدہ ادیب کی یہ تحریریں ملاحظہ ہوں۔ ان پر کسی تبصرے کی ضرورت نہیں لیکن جب آپ یہ تحریریں پڑھیں گے تو آپ یہ حقیقت تسلیم کئے بغیر نہیں رہیں گے کہ جہاں آپؒ کا قلم ہوس اقتدار و اختیار سلطنت میں غرق ایک اندھے لکھاری کی زہرناک تحریروں کو عقلی و نقلی دلائل نیز منطق کے موافق و مخالف دھاروں سے کاٹتا چلا جاتا ہے وہاں وہ بار بار اپنے محسن آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جذبات عشق و غیرت میں بھی ڈوب ڈوب جاتا ہے اور درد نہاں کی روشنائی سے لبریز ہو کر سینۂ قرطاس پر حقیقت و عرفان کے وہ موتی بکھیرتا ہے کہ جنہیں ابدی سچائیاں اور لازوال حقیقتیں چوم چوم لیتی ہیں۔ مثلاً سچائی یہ ہے کہ حضرت رسول اکرمؐ نے کبھی اشاعت اسلام کی غرض سے تلوار نہیں اُٹھائی اور آپؐ کی کوئی ایک جنگ بھی جارحانہ نہیں تھی۔ چنانچہ اسلام پھیلا ہے تو محض آپؐ کی روحانی اور اخلاقی قوّتوں سے، آپؐ کی پاکیزہ سیرت کے جلووں سے، آپؐ کی پاک تعلیم کے حسن سے، آپؐ کے پیغام کی غالب سچّائی سے اور درحقیقت اللہ میں فنا ہو کر کی گئی اندھیری راتوں کی عرش بوس دعاؤں سے۔ مگر جب اس سچائی کو ایک مسلمان مصنّف ہی اپنے ظالمانہ تبر سے کاٹنا چاہتا ہے تو آپؒ اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس کی حفاظت کے لئے ایک غیرت مند بیتاب دل کے ساتھ اپنے آقا مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں ڈوبے ہوئے قلم سے دفاع کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہوتے ہیں کہ:

’’ظلم کی انتہاء یہ ہے کہ بعض مسلمان ’’رہنما‘‘ جبرو تشدّد کے نظریہ کو صرف اپنے تک ہی محدود نہیں رکھتے بلکہ ہمارے پاک آقاؐ کو بھی اُس میں ملوّث کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اُسؐ کے دین اور اُسؐ کی قوّت قدسیہ کو بھی اپنے کھوکھلے دلائل اور کِرم خوردہ قوّتوں کی طرح ایسا کمزور جانتے ہیں کہ گویا اگر تلوار اُس کے قبضۂ قدرت میں نہ ہوتی تو وہ کبھی بھی وہ عظیم رُوحانی تبدیلی پیدا نہ کرسکتا جو عرب سے پھوٹنے والے اُس روحانیت کے سر چشمہ نے چند سالوں میں کر کے دکھادی تھی۔ اُن کے نزدیک اُس مظلوم نبیؐ کی دفاعی جنگیں محض اپنے مذہب کو پھیلانے کے لئے ایک جارحانہ اقدام تھا اور اُس کی مکّی زندگی کا دَور محض ایک ناطاقتی کی دلیل تھی۔ چنانچہ جماعتِ اسلامی کے امیر مولوی مودودیؔ نہایت و اشگاف الفاظ میں رقمطراز ہیں:

’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم 13 برس تک عرب کو اسلام کی دعوت دیتے رہے وعظ و تلقین کا جو مؤثر انداز ہوسکتا تھا اُسے اختیار کیا۔ مضبوط دلائل دیئے، واضح حُجتّیں پیش کیں، فصاحت و بلاغت اور زورِ خطابت سے دلوں کو گرمایا۔ اللہ کی جانب سے محیر العقول معجزے دکھائے۔ اپنے اخلاق اور پاک زندگی سے نیکی کا بہترین نمونہ پیش کیا اور کوئی ذریعہ ایسا نہ چھوڑا جو حق کے اظہار و اثبات کے لئے مفید ہوسکتا تھا لیکن آپ کی قوم نے آفتاب کی طرح آپ کی صداقت کے روشن ہوجانے کے باوجود آپ کی دعوت قبول کرنے سے انکار کر دیا........ لیکن جب وعظ و تلقین کی ناکامی کے بعد داعیٔ اسلام نے ہاتھ میں تلوار لی......... تو دلوں سے رفتہ رفتہ بَدی و شرارت کا زنگ چھوٹنے لگا۔ طبیعتوں سے فاسد مادّے خود بخود نکل گئے۔ روحوں کی کثافتیں دُور ہوگئیں اور صرف یہی نہیں کہ آنکھوں سے پردہ ہٹ کر حق کا نور صاف عیاں ہوگیا بلکہ گردنوں میں وہ سختی اور سروں میں وہ نخوت بھی باقی نہیں رہی جو ظہورِ حق کے بعد انسان کو اس کے آگے جھکنے سے باز رکھتی ہے۔

عرب کی طرح دوسرے ممالک نے بھی جو اسلام کو اس سُرعت سے قبول کیا کہ ایک صدی کے اندر چوتھائی دنیا مسلمان ہوگئی تو اس کی وجہ بھی یہی تھی کہ اسلام کی تلوار نے اُن پردوں کو چاک کر دیا جو دلوں پر پڑے ہوئے تھے۔‘‘

(’’الجہاد فی الاسلام‘‘ باب چہارم: اشاعتِ اسلام اور تلوار صفحہ 173-174 ادارہ ترجمان القرآن لمیٹڈ اردو بازار لاہور)

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ ﴿۱۵۷﴾ یعنی وہ گندہ اور سخت بہیمانہ الزام جو اسلام کے اشدّ ترین متعصب دشمنوں کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر لگایا جاتا تھا جسے یورپ کے یا وَہ گو مستشرقین گزشتہ صدی تک عیسائی دنیا میں اُچھالتے رہے اور اسلام سے دلوں کو متنفّر کرتے رہے وہ آج خود ایک مسلمان ’’رہنما‘‘ کی طرف سے اس مقدّس رسولؐ کی پاک ذات پر لگایا جارہا ہے ایک ایسے راہنما کی طرف سے جسے ’’مزاج شناس رسولؐ‘‘ ہونے کا دعویٰ ہے۔ گو الفاظ کو میٹھا بنانے کی کوشش کی گئی ہے، گو تلوار کی اِس مزعومہ فتح کو پُرشوکت بنا کر دکھانے کی کوشش کی گئی ہے مگر گولی وہی کڑوی اور ناپاک اور زہریلی گولی ہے جو اسلام کے دشمنوں کی طرف سے رسول اللہؐ کی طرف پھینکی جاتی تھی۔ یہ وہی پتھر ہے جو اس سے پہلے جارجؔ سیل اور سمتھؔ اور ڈوزیؔ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پھینکا تھا اور وہی الزام ہے جو مسٹر گاندھی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اُس وقت لگایا تھا جب وہ اسلام کی تعلیم سے ابھی پوری طرح آشنا نہیں تھے اور محض دشمنانِ اسلام کی کہی ہوئی باتوں کو سُن کر یہ تأثر قائم کر لیا تھا۔ چنانچہ مسٹر گاندھیؔ کے الفاظ میں:

’’اسلام ایسے ماحول میں پیدا ہوا جس کی فیصلہ کُن طاقت پہلے بھی تلوار تھی اور آج بھی تلوار ہے۔‘‘

اور ڈوزیؔ کہتا ہے کہ:

’’محمدؐ کے جرنیل ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے میں قرآن لے کر تلقین کرتے تھے۔‘‘

اور سمتھ کو دعویٰ ہے کہ جرنیلوں کا کیا سوال، خود

’’آپؐ ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے میں قرآن لے کر مختلف اقوام کے پاس جاتے ہیں۔‘‘

اور جارجؔ سیل یہ فیصلہ دیتا ہے کہ:

’’جب آپؐ کی جمعیت بڑھ گئی تو آپؐ نے دعویٰ کیا کہ مجھے ان پر حملہ کرنے اور بزورِ شمشیر بُت پرستی مٹا کر دین حق قائم کرنے کی اجازت منجانب اللہ مل گئی ہے۔‘‘

اِن سب دشمنانِ اسلام کی آوازوں کو سنیے اور پھر مولوی مودودیؔ کی مندرجہ بالا عبارت کا مطالعہ کیجئے۔ کیا یہ بعینہٖ وہی الزام نہیں جو اِس سے پہلے بیسیوں دشمنان اسلام نے رسولِ معصوم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر لگایا تھا، بلکہ اس سے بھی زیادہ خطرناک اور اس سے بھی زیادہ آپؐ کی قوّتِ قدسیہ پر حملہ کرنے والا۔ آپ دشمنانِ اسلام کی عبارتیں پڑھ کر دیکھ لیجئے کہیں بھی آپ کو آنحضرت اکی قوّتِ قدسیہ کی مزعومہ کمزوری اور معجزات کی ناطاقتی کا ایسا ہولناک نقشہ نظر نہیں آئے گا جیسا مولوی مودودیؔ نے کھینچا ہے۔ یعنی آپؐ کی مسلسل تیرہ سال کی دعوتِ اسلام تو دلوں کو فتح کرنے سے قاصر رہی مگر تلوار اور جبروت نے دلوں کو فتح کرلیا۔ وعظ و تلقین کے مؤثر سے مؤثر انداز تو صحرائی ہواؤں کی نذر ہو گئے مگر نیزوں کی اَنی نے دلوں کی گہرائیوں تک اسلام پہنچادیا۔ آپؐ کے ’’مضبوط دلائل‘‘ تو عقلِ انسانی میں جاگزیں نہ ہو سکے مگر گُرزوں کی مار خَودوں کو توڑ کر اُن کی عقلوں کو قائل کرگئی۔ واضح بحثیں اُن کی قوّت استدلال کو متاثر نہ کرسکیں مگر گھوڑوں کی ٹاپوں نے ان کو اسلام کی صداقتوں کے تمام راز سمجھا دیئے۔ فصاحت بلاغت بے کار گئی اور زور خطابت دلوں کو اِس درجہ گرمانہ سکا کہ اسلام کا نور اُن کے دلوں میں چمک اٹھتا حتّٰی کہ خود عرش کے خدا کی طرف سے ظاہر ہونے والے محیّر العقول مُعجزے بھی خائب و خاسر رہے اور ایک ادنیٰ سی پاک تبدیلی بھی پیدا نہ کر سکے لیکن........... ’’جب داعیٔ اسلام نے ہاتھ میں تلوار لی...........‘‘ اِنَّا للّٰہ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون۔ کِس قدر مضحکہ خیز ہے یہ تصوّر اور کیسے تحقیر آمیز الفاظ ہیں کہ جن کو پڑھ کر رونا آتا ہے کہ یہ ایک ’’اسلامی راہنما‘‘ کے قلم سے نکلے ہیں جو رسولؐ کی محبت کا دعویدار ہے۔ مولوی کے اِن الفاظ کو پڑھئے اور ’’میزان الحق‘‘ کے کینہ توز مصنّف پادری فنڈرؔ کے ان الفاظ کا مطالعہ کیجئے:

’’اب حضرت محمدؐ تیرہ سال تک نرمی و مہربانی کے وسائل سے اپنے دین کی اشاعت میں کوشش کر چکے تھے....... لہٰذا اب سے آنحضرتؐ ’’اَلنّبی بالسیف‘‘ کہلائے یعنی نبیٔ تیغ زن بن گئے اور اس وقت سے اسلام کی مضبوط ترین و کارگر دلیل تلوار ہی قرار پائی۔‘‘

(میزان الحق صفحہ 468)

’’اگر ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے تابعین کے چال چلن پر غور کریں تو ایسا معلوم ہو گا کہ اب وہ خیال کرنے لگ گئے تھے کہ عقبہ

کے موضوع ومقبول اخلاقی قواعد کی پابندی اُن کے لئے ضروری نہ تھی۔ اب خدا اُن سے فقط یہی ایک بات طلب کرتا تھا کہ اللہ کی راہ میں لڑیں اور تیغ و تیر اور خنجر و شمشیر سے قتل پر قتل کرتے رہیں۔‘‘

(میزان الحق صفحہ 499)

اور اس کے بعد یہ مصنف مسیحؑ کی مظلومی کا بڑے فخر سے نعوذ باللہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزعومہ جبر کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

’’آپ کو خداوند یسوع مسیح کلمۃ اللہ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ میں سے ایک کو پسند کرنا ہے۔ یا تو اُس کو پسند کرنا ہے جو نیکی کرتا پھرا یا اُس کو جو ’’النّبی بالسیف‘‘ کہلاتا ہے۔‘‘

(تتمہ، میزان الحق)

پھر مولوی مودودی کی تائید میں ایک اور اسلام دشمن مسٹر ہنری کوپی کے مندرجہ ذیل الفاظ پڑھئے:

’’...اور اپنی نبوّت کے تیرھویں سال آپ نے اِس امر کا اظہار کیا کہ خدا نے مجھ کو نہ صرف بغرض مدافعت جنگ کرنے کی اجازت دی ہے بلکہ اپنا دین بزورِ شمشیر پھیلانے کی بھی اجازت دی ہے۔‘‘

(اہل عرب کی سپین کی تاریخ از ہنری کوپی جلد اوّل صفحہ 39 مطبوعہ بوسٹن۔ ماخوذ از ’’مقدمہ تحقیق الجہاد‘‘ صفحہ 31)

اور ڈاکٹر اے سپرنگر کے یہ الفاظ پڑھیے جو مولوی مودودی کی ہم خیالی میں اس رائے کا اظہار کرتے ہیں:

’’اب پیغمبر (صلعم) نے فتنہ کے دفع کرنے کے لئے اپنے دشمنوں سے جنگ کرنے کا قانون خدا کے نام سے شائع کیا اور اس وقت سے یہ قاعدہ آپ کے (نعوذباللہ) خونی مذہب کا نعرۂ جنگ ہوگیا۔‘‘

وہ دشمنانِ اسلام جو آنحضورؐ کے شدید ترین معاندین میں شمار ہوتے ہیں۔ بُغض وعناد سے جن کے سینے کھولتے ہیں۔ جو نفرت کی آگ میں جلتے ہیں اگر وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جبر کا الزام لگائیں تو تعجب نہیں۔ غم تو بہت ہوتا ہے مگر تعجب نہیں۔ ہاں تعجب ان پر ہے اور حیف اُن پر جو اس معصوم اور مظلوم رسولؐ کی پیروی کا دم بھر کر بھی آپؐ کی مقدس ذات پر بربریت کا الزام لگانے کی جسارت کرتے ہیں۔

مولوی مودودی کے نزدیک نہ کبھی پہلے اسلام میں یہ طاقت تھی کہ محض اپنے حسن و جمال سے تلوار کی مدد کے بغیر دلوں کو فتح کر سکے اور نہ آج یہ طاقت ہے۔ چنانچہ اپنے رسالہ ’’حقیقت الجہاد‘‘ میں رقمطراز ہیں:

’’کوئی ایک مملکت بھی اپنے اصول و مسلک کے مطابق پوری طرح عمل نہیں کر سکتی جب تک کہ ہمسایہ ملک میں بھی وہی اصول و مسلک نہ رائج ہو جائے۔ لہٰذا مسلم پارٹی کے لئے اصلاح عمومی اور تحفظ خودی دونوں کی خاطر یہ ناگزیر ہے کہ کسی ایک خطہ میں اسلامی نظام حکومت قائم کرنے پر اکتفاء نہ کرے بلکہ جہاں تک اس کی قوتیں ساتھ دیں اس نظام کو تمام اطراف میں وسیع کرنے کی کوشش کرے۔ وہ ایک طرف اپنے افکار و نظریات کو دنیا میں پھیلائے گی اور تمام ممالک کے باشندوں کو دعوت دے گی کہ اس مسلک کو قبول کریں جس میں اُن کے لئے حقیقی فلاح مضمر ہے۔ دوسری طرف اگر اس میں طاقت ہو گی وہ لڑ کر غیر اسلامی حکومتوں کو مٹا دے گی اور اُن کی جگہ اسلامی حکومت قائم کرے گی۔‘‘

اس عبارت کو جناب مولوی صاحب کی پہلی عبارت کے ساتھ ملا کر پڑھنے سے بے اختیار گاندھی جی کی یہ رائے ذہن میں اُبھر آتی ہے کہ:

’’اسلام ایسے ماحول میں پیدا ہوا ہے کہ اُس کی فیصلہ کن طاقت پہلے بھی تلوار تھی اور آج بھی تلوار ہے۔‘‘

اور آنحضرتؐ اس مصنوعی خیالی تصویر کی طرف دھیان منتقل ہو جاتا ہے جو واشنگٹن اِرونگ نے اپنی مصنّفہ ’’سیرتِ محمدؐ‘‘ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے ہی صفحہ پر چسپاں کی ہے اور جس میں آنحضرتؐ کو ایک ہاتھ میں تلوار لئے اور ایک ہاتھ میں قرآن لئے ہوئے دکھایا گیا ہے اور معاً دل میں یہ یقین پیدا ہو جاتا ہے کہ مولوی کے نزدیک بھی اسلام اور اس کے مقدس رسولؐ کا تصوّر واشنگٹن اِرونگ کے تصور سے کچھ مختلف نہیں ہے۔

پس ایک طرف تو یہ مسلمان ’’عالم‘‘ ہے کہ دنیا کے معصوم ترین نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اشد ترین مخالفین کا ہم نوا ہو کر ظلم اور تعدّی اور جبر اور بغاوت کے الزام لگا رہا ہے اور دوسری طرف ہمیں بے شمار ایسے انصاف پسند غیر مسلم مفکرین کا گروہ نظر آتا ہے جو باوجود شدید اختلاف کے یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہرگز تلوار کے زور سے نہیں پھیلا بلکہ اپنے ظاہری و باطنی حسن اور عظیم اخلاقی قوت کے زور سے دلوں پر فتحیاب ہوا۔ چنانچہ مولوی اور معاندین اسلام کے محررہ بالا اقتباسات کے بعد بے محل نہ ہو گا کہ ہم بعض انصاف پسند غیر مسلموں کی رائے بھی پیش کر دیں۔ یہ سب کے سب اسلام کے حامی و مدّاح نہیں ہیں بلکہ بعض ایسے بھی ہیں کہ خفیف سے خفیف موقع سے فائدہ اُٹھا کر بھی اسلام پر حملہ کرنے سے نہیں چوکے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دفاعی جنگوں پر گہری تنقیدی نظر ڈالنے کے بعد اُنہیں بے اختیار یہ تسلیم کرنا پڑا کہ:

’’اکثر متعصب مخالفین اسلام خصوصاً گمراہ کُن پروپیگنڈا کرنے اور ملک میں آتشِ فتنہ وفساد کے بھڑکانے والے کہا کرتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ جا کر طاقت و قوت حاصل کر کے اپنی اس بناوٹی تعلیم رحم و مروّت کو باقی نہ رکھ سکے اپنی زندگی کے اہم مقصود (طلب دنیا حکومت و مرتبہ، مال و دولت وغیرہ) کے حصول کے لئے بڑے زور کے ساتھ تلوار و قوت کا استعمال کیا بلکہ ایک خونی پیغمبر بن کر دنیا میں تباہی و بربادی مچائی اور اپنے اس بناوٹی صبر و ضبط کے معیار سے گر گئے۔ لیکن یہ ان کو تاہ بین مخالفوں کی (جن کو خواہ مخواہ کا بُغض اسلام اور مسلمانوں سے ہے) تنگ نظری اور پکشپات رُوپی گیان (جانبداری، طرفداری۔ ناقل) کا پردہ جو اُن کی نگاہوں پر پڑا ہوا ہے اور بجائے نور کے نارِ حُسن کے فتح۔ اچھائی کے بُرائی ہی تلاش کرتے رہتے ہیں اور ہر ایک خوبی کے اعلیٰ مرتبہ و تعلیم کو ایسی بُری شکل و صورت میں پیش کرتے ہیں جن سے ان کی بد باطنی اور سیاہ قلبی کا بخوبی پتہ چلتا ہے۔‘‘

(دنیا کا ہادیٔ اعظم غیروں کی نظر میں، صفحہ 57)

یہ اقتباس ایک غیرمسلم مقرر جناب پنڈت گیا نیند ر صاحب دیوشرما شاستری کی ایک تقریر سے لیا گیا ہے جو انہوں نے 1928ء میں رسول اللہؐ کی سیرت پر گورکھ پور میں فرمائی تھی۔ کچھ آگے چل کر یہی پنڈت صاحب اسلام کی فیصلہ کُن طاقت کے بارہ میں اپنی تحقیق کا خلاصہ ان الفاظ میں پیش کرتے ہیں:

’’مخالفین اندھے ہیں۔ اُن کو نظر نہیں آتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار رحم و مروّت تھی۔ دوستی اور درگزر تھی جو مخالفین پر پورے طور پر کارگر ہوتی اور اُن کے قلب کو پاک وصاف کر کے مثل آئینہ بنا دیتی جس کی کاٹ اس مادی تلوار سے بڑی زبردست اور تیز ہوتی۔‘‘

(دنیا کا ہادیٔ اعظم غیروں کی نظر میں، صفحہ 61)

اِس اقتباس کے بعد کسی رائے زنی یا موازنہ کی ضرورت نہیں رہتی۔ مگر دل سے بے اختیار یہ آہ نکل جاتی ہے کہ کاش مولوی مودودی اپنے ’’آقا‘‘ کے بارہ میں اتنے ہی انصاف سے کام لیتے جتنا کرشنؑ کے ایک غلام نے لیا ہے۔ ایک نہیں بلکہ بیسیوں حضرت کرشنؑ کے غلاموں نے جب تاریخ اسلام پر غور کیا تو ہمارے آقا کی بے پناہ قوّتِ حسن واحسان کو محسوس کیا اور یہ کہے بغیر اُن سے بن نہ پڑی کہ:

’’لوگ کہتے ہیں کہ اسلام شمشیر کے زور سے پھیلا مگر ہم اُن کی اِس رائے سے موافقت کا اظہار نہیں کر سکتے کیونکہ زبردستی سے جو چیز پھیلائی جاتی ہے وہ جلدی ظالم سے واپس لے لی جاتی ہے (تعجب ہے کہ مولوی کی نظر ’’مزاج شناسِ نبوّت‘‘ انسانی فطرت کے اِس ظاہر و باہر نکتہ کو بھی پا نہ سکی۔ ناقل) اگر اسلام کی اشاعت ظلم کے ذریعہ ہوئی ہوتی تو آج اسلام کا نام نشان بھی باقی نہ رہتا۔ لیکن نہیں۔ ایسا نہیں ہے بلکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ اسلام دن بدن ترقی پر ہے۔ کیوں؟ اِس لئے کہ بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے اندر رُوحانی شکتی تھی۔ منش ماتر (بنی نوع انسان) کے لئے پریم تھا۔ اُس کے اندر محبت اور رحم کا پاک جذبہ کام کر رہا تھا۔ نیک خیالات اُس کی رہنمائی کرتے تھے۔‘‘

(از قلم ایڈیٹر ’’ست اُپدیش‘‘ لاہور مورخہ 7/جولائی 1915ء ماخوذ از ’’برگزیدہ رسولؐ غیروں میں مقبول‘‘ صفحہ 12-13)

مگر مولوی صاحب پھر بھی مُصر ہیں کہ اسلام کی فیصلہ کن طاقت کا راز آپ کے روحانی اعجاز میں نہیں بلکہ تلوار میں مضمر تھا۔ حَیف! صد حَیف!! کہ آپؐ کی مقدس زندگی کا وہ معجزہ جو ایک غالی آریہ کی نظر سے بھی اوجھل نہ رہ سکا مولوی کی ’’پُربصیرت آنکھ‘‘ اُسے دیکھنے سے محروم رہ گئی۔ ’’آریہ مسافر‘‘ کی اسلام دشمنی سے کون واقف نہیں ہے۔ یہ آریہ مذہب کا وہ ترجمان ہے جو ہمیشہ اسلام کی مخالفت پر کمربستہ رہا مگر جب اس کے ایک مقالہ نویس نے رسول اللہؐ کے غلبہ کی وجوہ پر غور کیا تو تلوار کی قوت کے الزام کو ایک فرسودہ اور بے بنیاد اتہام کے طور پر ٹھکرا دیا اور آپ کے غلبہ کی وجہ محض یہ قرار دینے پر مجبور ہوگیا کہ آپ کی زندگی ایک مجسم معجزہ تھی چنانچہ وہ لکھتا ہے اور انسانی فطرت کی یہ کیسی سچّی اور پاک گواہی ہے کہ:

’’وہ شخص جس نے قریش کو ایمان کا جام شہادت پلایا ایک معجزہ تھا......اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ایک معجزہ نہ ہوتی تو کون ہم کو ولید (غالباً خالد بن ولیدؓ مراد ہیں۔ ناقل) کی بے غرضانہ خدمات سے مستفید کرتا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جوش ایمان کا دریا موجزن کیا اور عرب کی جنگلی آبادی کو ایک واحد خدا کا پرستار بنایا۔‘‘

(’’آریہ مسافر‘‘ اکتوبر 1913ء صفحہ 2-3 بحوالہ ’’برگزیدہ رسولؐ غیروں میں مقبول‘‘ صفحہ 24)

پھر لاہور میں ہونے والے آریہ سماج کے ایک جلسہ میں پروفیسر رام دیو صاحب سابق پروفیسر گورو کل کانگڑی و ایڈیٹر ویدک میگزین نے ہمارے آقا و مولا محمد عربیؐ پر لگائے جانے والے اس مکروہ اتہام کو غلط قرار دیتے ہوئے کہ آپؐ نے اسلام تلوار سے پھیلایا تھا ان الفاظ میں اپنی تحقیق کا اظہار کیا:

’’لیکن مدینہ میں بیٹھے ہوئے محمد صاحب صلی اللہ

بقیہ صفحہ 14 پر

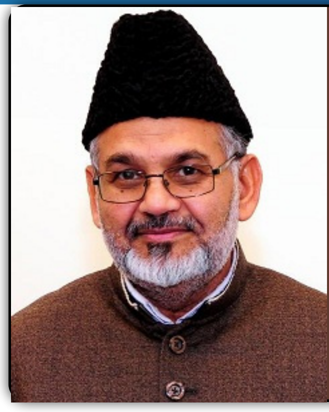

مولانا سید شمشاد احمد ناصر۔ امریکہ

تبلیغ میں پریس اور میڈیا سے کس طرح کام لیا جاسکتا ہے

ذاتی تجربات کی روشنی میں

قسط 82

خدا تعالیٰ کے فضل سے اب خاکسار سال 2012ء میں پریس اور میڈیا سے تعلق اور پیغام حق بجانے کے سلسلہ میں جو خدمت کی توفیق اور سعادت ملی اس کا ذکر کرتا ہے۔ جیسا کہ خاکسار ازیں قبل بھی بتا چکا ہے کہ یہ محض اور محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور خلیفہ وقت کی دعائیں اور راہنمائی ہی ہے جس نے ہمیں یہ کامیابیاں عطا فرمائیں اور پریس اور میڈیا جو امریکہ اور یورپ میں کسی کی نہیں سنتا اور نہ کسی پر رحم کھاتا ہے۔ ہمیں ہر موقعہ پر اسلام کی صحیح اور حسین تعلیم کو بیان بیان کرنے اور اسے نشر کرنے اور اشاعت کا موقع ملا۔ جس پر ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر بجا لائیں۔ کم ہے۔

پاکستان ایکسپریس کی اشاعت 20/ جنوری 2012ء میں صفحہ 13 پر خاکسار کا ایک مضمون بعنوان ’’ہر دن چڑھے مبارک ہر شب بخیر گذرے‘‘ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع ہوا۔ اس کے علاوہ ایک اور تصویر بھی اس مضمون کے ساتھ ایڈیٹر نے شائع کی اور وہ یہ ہے کہ ایک شخص کو قرآن کریم کے صفحات پڑھتے دکھایا ہے۔

اس مضمون میں خاکسار نے سب کو سال 2012ء میں داخل ہونے پر مبارکباد دی ہے اور لوگوں کے رویے کا اظہار بھی کیا ہے کہ لوگ اس سال اچھائی کی امید لگائے بیٹھے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے لیکن اس کے لئے خود بھی اچھا بننا پڑتا ہے اور اچھائی کی تلقین بھی کرنی ہوتی ہے۔ صرف اچھا اچھا کہہ دینے سے اچھائی نہیں آجاتی جب تک عمل اچھا نہ ہو۔

اپنے اندر اچھے اخلاق پیدا کرنا۔ اچھی باتیں کرنا۔ اچھے کام بجالانا اور خود اچھا بننا۔ یہ سب باتیں اچھائی حاصل کرنے کے لئے ضروری ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ارشاد ہے یا تو اچھی باتیں کرو، اور اچھائی کی تلقین کرو، یعنی امر بالمعروف کرو اور نہی عن المنکر کرو۔ اگر ایسا نہ کیا تو خدا تمہیں ہلاک کر کے ایک اور قوم لے آئے گا جو اچھائی کی طرف بلائے گی اور خود بھی اچھے بنیں گے۔

خاکسار نے یہ بتایا کہ جو لوگ مایوس ہوجاتے ہیں۔ مایوسی اچھی بات نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کو چاہیئے کہ قرآن کریم کی اس بات پر عمل کریں جنہوں نے اپنے نفسوں پر زیادتی کی ہے۔ تم خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ اس کے لئے بھی یہ شرط ہے کہ اپنے اندر تبدیلی پیدا کی جائے۔

خاکسار نے بتایا کہ مجھے ایک چرچ جانے کا اتفاق ہوا انہوں نے ایک انٹر فیتھ میٹنگ بلائی ہوئی تھی۔ اس میٹنگ کا عنوان تھا ’’مذہب یا کلچر میں کون ایک دوسرے پر اثر انداز ہو رہا ہے؟‘‘ اس مضمون پر دیگر مذاہب والوں میں سے کسی نے بھی مذہب کے بارے میں کچھ نہیں بتایا سب نے کلچر پر ہی زور دیا۔ خاکسار نے اپنی باری پر بتایا کہ مذہب خدا کی طرف سے آتا ہے اور مذہب کی غرض و غائیت انسان کا خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہے اور جو مذہب اس غرض کو پورا نہیں کرتا وہ خدا کی طرف سے نہیں ہوسکتا۔ خدا جب چاہتا ہے تو نبی بھیجتا ہے اور اس نے آکر ہی لوگوں کو بُرے کلچر سے نکالنا ہوتا ہے اور جب نبی ایسا کرتا ہے تو لوگ اس کی مخالفت شروع کر دیتے ہیں۔ قرآن ان باتوں سے بھرا پڑا ہے۔ لوگ نبیوں کی بات کیوں نہ مانتے تھے کیوں کہ وہ کہتے تھے کہ ہم اپنے باپ دادا کی روایات پر قائم ہیں تو نبی نے آکر ان سے وہ کلچر ختم کرانا ہوتا ہے اور ایک نئے کلچر کی بنیاد رکھنی ہوتی ہے۔ جس کا تصادم مذہب کے ساتھ نہ ہو بلکہ وہ مذہب کے تابع ہو۔ مذہب خدا کی طرف سے ہوتا ہے اور کلچر انسان خود بناتے ہیں۔ کلچر کو تو تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ مذہب کو نہیں۔ اس لئے کلچر کو مذہب کے تابع ہونا چاہیئے۔ خاکسار نے اس ضمن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال پیش کی کہ آپؐ کی بعثت سے پہلے عربوں کی کیا حالت تھی وہ کس قسم کے کلچر میں تھے۔ پانچ وقت تو شراب پیتے تھے۔ ہر قسم کی برائیاں تھیں جنہیں وہ نیکیاں خیال کرتے تھے۔ پس ایسے کلچر اور ماحول میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خدا کی طرف بلایا۔ صرف عبادت الٰہی کی طرف توجہ دلائی۔ چنانچہ جب شراب کی مناہی کا حکم آیا تو سب نے دل و جان سے اس حکم پر عمل کیا۔

اس کے بعد خاکسار نے حاضرین کو اسلامی پردے کے بارے میں بتایا اور حیاء کی تعلیم بیان کی اس ضمن میں عورت کے ساتھ ہاتھ ملانے کا بھی بیان ہوا۔ آخر میں خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس بھی لکھا ہے کہ ’’پس اگر کوئی شخص اپنے ایمان میں نشوونما کا مادہ نہیں رکھتا بلکہ اس کا ایمان مردہ ہے۔ تو اس پر اعمال صالحہ کے طیب اشجار بار آور ہونے کی کیا امید ہوسکتی ہے۔‘‘

پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت 20/ جنوری 2012ء میں صفحہ 7 پر ایک مختصراً خبر اس عنوان سے دی

’’چینو، کیلی فورنیا میں انٹر فیتھ میٹنگ‘‘

چینو، کیلی فورنیا۔ (پ ر) ’’گذشتہ ہفتہ چینو کے ایک چرچ کی خاتون پادری ریورنڈ جان چیز نے ایک انٹر فیتھ میٹنگ کا اہتمام کیا جس میں مسجد بیت الحمید کے امام شمشاد اور ان کے دیگر ساتھیوں کو مدعو کیا گیا تھا۔ میٹنگ کا موضوع تھا مذہب اور کلچر کس طرح ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ میٹنگ میں بدھ، عیسائی اور یہودی بھی شامل تھے۔ امام شمشاد نے اس موقعہ پر اپنی تقریر میں کہا کہ مذہب خدا کی طرف سے آتا ہے جب کہ کلچر انسان خود بناتا ہے۔ کلچر میں تبدیلیاں حالات کے مطابق ہوتی رہتی ہیں یہی کلچر جب بگڑ جاتا ہے تو انسان کو خدا سے دور لے جاتا ہے۔

ہفت روزہ نیویارک عوام نے اپنی اشاعت 20/ جنوری 2012ء میں صفحہ 12 پر خاکسار کا ایک مضمون بعنوان ’’ہر دن چڑھے مبارک ہر شب بخیر گذرے‘‘ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا۔ اس مضمون کا خلاصہ گذشتہ اخبار کے حوالہ سے پہلے گذر چکا ہے۔

پاکستان ایکسپریس نے اپنی اشاعت 27/ جنوری 2012ء میں صفحہ 13 پر خاکسار کا ایک مضمون بعنوان ’’موجودہ بحران کا اسلامی حل‘‘ خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا۔ خاکسار نے لکھا دنیا کا کوئی ملک بھی اس وقت امن میں نہیں ہے کہیں معاشی و اقتصادی بدامنی ہے تو کہیں سیاسی بدامنی اور اگر کسی کو کہیں کچھ بن نہیں پاتا تو مذہبی منافرت پھیلانے کی سرتوڑ کوشش کر رہے ہیں۔ ہر قوم اپنے اپنے مفادات کے پیچھے دوڑ رہی ہے۔ حرص نے شدت اختیار کر لی ہے امیر امیر تر بننے کی کوشش میں ہے اور غریب بے چارہ پِس رہا ہے۔ غربت و افلاس نے ہر جگہ ڈیرے ڈال رکھے ہیں لوٹ کھسوٹ، قتل و غارت، بے ایمانی اور رشوت کا دور دورہ ہے۔ خدا خوفی کا نام و نشان تک نہیں ہے۔ انسانیت کا قتل بڑے بہیمانہ انداز میں ہو رہا ہے۔ انسانوں کے ساتھ جانوروں سے بھی بدتر سلوک ہو رہا ہے۔ خواتین اور بچوں کے ساتھ زیادتی اور ان کا قتل بھی اب عام بات ہوگئی ہے۔ جس طرف بھی نگاہ اٹھائیں، نگاہیں شرم سے جھک جاتی ہیں۔ لیکن اس قسم کی حرکتیں کرنے والوں کو ذرا بھی شرم محسوس نہیں ہوتی۔ بے حسی نے پوری طرح معاشرہ کو جکڑ لیا ہے۔ شرم کے پردے چاک ہو گئے ہیں۔

اسلامی تعلیم میں اب بھی کرن امید کی ہے۔ فلاح اور کامیابی کے دروازے خدا کے حضور اب بھی کھلے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ان حالات کے بارے میں بھی ہمارے پیارے آقا سرور کائنات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ آخری زمانے میں یہ سب کچھ ہوگا۔ ایک حدیث میں ہے کہ صحابہ اور تبع تابعین کے بعد جھوٹ رواج پا جائے گا اور بلاوجہ قسمیں کھائی جائیں گی۔ آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ جب لوگ ظلم و فسوق و فجور میں بڑھ جائیں گے اور کوئی ان کو روکنے نہ ہوگا تو خدا کا عذاب ان پر نازل ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ یہ بھی فرمایا کہ ایک لشکر اپنے گناہوں کی وجہ سے ہلاک ہوگا۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ امانت چھن جائے گی۔ صحابہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کیا ہم ہلاک ہوجائیں گے باوجود اس کے کہ ہم میں بھی نیک بندے ہوں گے۔

آپؐ نے فرمایا کہ ہاں جب فسق و فجور غالب آجائے گا۔ پھر آپ نے یہ بھی فرمایا کہ آخری زمانے کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ لوگ قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہ اترتے گا۔ آپؐ نے یہ بھی نصیحت فرمائی تھی کہ میرے بعد کافر نہ ہوجانا کہ ایک دوسرے کی گردن زنی (قتل) کرنے لگو۔ یہ وہ علامات ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانے کے بارے میں فرمائی ہیں اور ان سب باتوں کا ظہور ہوچکا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی آپ نے یہ خوشخبری بھی امت کو دی کہ ایسے وقت میں امام مہدی مبعوث ہوں گے اس وقت تم ’’بالجماعۃ‘‘ کے ساتھ ہوجانا یعنی جماعت کو لازم پکڑنا اور فتنوں میں حصہ نہ لینا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو یہ امام المہدی کیوں آئیں گے؟ کیا قرآن شریف مکمل شریعت نہیں ہے۔ یہ بات تو مسلمانوں

کے مروجہ عقیدہ کے خلاف ہو گی۔

پھر جب پاکستان کے آئین اور قانون کو دیکھتے ہیں تو اس میں بھی بالکل کسی کی گنجائش نہیں ہے۔ ہر ایک کا آنا محال ہے اور آنے کا دروازہ تو بالکل کسی کی گنجائش نہیں ہے۔ ہر ایک کا آنا محال ہے اور آنے کا دروازہ تو بالکل آئین نے بند کر دیا ہے۔ اگر وہ کسی اور ملک میں آجائیں تو پاکستان کا ویزا لینا مشکل ہو گا انہیں۔ اگر پاکستان چلے گئے تو 3 سال قید ہو گی اور جرمانہ الگ۔

ادھر جب انجیل پڑھو اور عیسائیوں کے عقائد دیکھو تو لکھا ہے کہ مسیح نے کہا جب میں دوبارہ آؤں گا تو میرا آنا رات کو چوروں کی مانند ہو گا۔ اگر ان کی بعثت اس طرح مخفی ہوگئی تو لوگ کس طرح ان کو آسمان سے اترتا دیکھیں گے۔ چنانچہ مان لیتے ہیں وہ آئیں گے لیکن کب آئیں گے، امت تو اب کس قدر کرپٹ ہو چکی ہے۔ آنے والے نے کب آنا ہے؟

اس کے بعد خاکسار نے چند قرآنی آیات نقل کی ہیں کہ مثلاً سورہ ہود کی یہ آیت۔ خدا کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور میں یقیناً اس کی طرف سے نذیر یعنی نبی اور ہوشیار کرنے والا ہوں اور پھر بشیر بھی ہوں یعنی خوشخبری دینے والا بھی اور یہ کہ تم خدا سے استغفار کرو اور توبہ کرو اور رجوع کرو۔

یہ بحران جس کا اوپر ذکر گذر چکا ہے کا اصل سبب خدا سے دُوری ہے۔ اس کی عبادت سے غفلت کا نتیجہ ہے اور یہ کہ انسان اپنے مقصد پیدائش کو بھول چکا ہے۔ پس مخلوق کو دوبارہ خدا کی طرف آنا ہو گا۔ گناہوں سے معافی، توبہ اور رجوع کرنا ہو گا۔ اگر یہ نہیں تو پھر نہ نجات ہو گی بلکہ بحران ہی بحران رہیں گے۔ عبادت میں صرف نماز ہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے ہر حکم کی تعمیل ہے۔ جب تک یہ نہ ہو گا راہ نجات نہیں ہے۔

ہفت روزہ نیویارک عوام نے بھی اپنی اشاعت 27/ جنوری تا 2/ فروری 2012ء میں صفحہ 12 پر خاکسار کا مندرجہ بالا مضمون ''موجودہ بحران کا اسلامی حل'' خاکسار کی تصویر کے ساتھ شائع کیا۔ خلاصہ اوپر گزر چکا ہے۔

انڈیا ویسٹ نے اپنی اشاعت 27/ جنوری 2012ء میں صفحہ 26 B پر ہماری ایک خبر شائع کی ہے۔ جس میں ایک کلرڈ تصویر بھی دی گئی ہے۔ تصویر میں خاکسار کے ساتھ برادر علیم ہیں اور چرچ میں قرآن کریم کی آیت پر تبصرہ کیا جارہا ہے۔ خبر کی تفصیل یہ ہے کہ ان لینڈ ویلی میں ایک انٹر فیتھ میٹنگ میں مذہب اور کلچر پر پروگرام۔ اس خبر کی تفصیل بھی پہلے گذر چکی ہے۔

ویسٹ سائیڈ سٹوری نیوز پیپر نے اپنی اشاعت 2/ فروری 2012ء میں صفحہ 8 پر ¼صفحہ پر ہمارا تبلیغی اشتہار شائع کیا۔ اشتہار کی ہیڈ لائن یہ ہے: ''مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد آف قادیان۔ بانیٔ جماعت احمدیہ'' درمیان میں حضور علیہ السلام کی تصویر ہے۔ اس کے بعد ایک طرف یہ لکھا گیا ہے کہ جو شخص مسلمان ہونا چاہتا ہے۔ اسے کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا اقرار کرنا ہوتا ہے اور احمدیہ مسلم کمیونٹی میں شمولیت کے لئے دس شرائط بیعت ہیں۔ شرط نمبر 5، شرط نمبر 6 اور شرط نمبر 7 کو لکھا گیا ہے۔

سب سے نیچے ''محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں'' اور مسجد بیت الحمید چینو کا ایڈریس ہے اور دوسری طرف جماعت احمدیہ کے بارے میں ہے کہ 1889ء میں قائم ہوئی۔ امریکہ میں جماعت 1921ء میں قائم ہوئی اور ریڈیو پروگراموں کی تفصیل ہے کہ کب نشر ہوتا ہے۔

نیویارک عوام نے اپنی شاعت 3 تا 9/ فروری 2012ء میں صفحہ 12 پر خاکسار کا ایک مضمون بعنوان ''انسان اور شیطان'' شائع کیا ہے۔ اس مضمون میں خاکسار نے بتایا ہے کہ ہم لاکھ جرم کر کے بھی انسان ہی رہے۔ ابلیس ایک جرم سے شیطان ہوگیا۔ خاکسار نے لکھا کہ اس مضمون میں چند لطائف بیان کرتا ہوں۔ شائد یہ حقیقت ہی ہوں جسے پڑھ کر قاری اندازہ لگا سکے گا کہ واقعۃً معاشرے کی یہی تصویر ابھر رہی ہے یا نہیں۔ یہ ایک رسالے سے لئے گئے ہیں۔

پہلا لطیفہ: ایک شخص بال کٹوانے حجام کی دکان پر گیا۔ جب وہ کرسی پر بیٹھا تو حجام نے تازہ اخبار پکڑا دیا۔ وہ شخص بولا کہ میں اخبار نہیں پڑھوں گا کیوں کہ میں اخبار سے الرجک ہوں۔ کیوں کہ اس میں چوری، ڈکیتی اور قتل و غارت کی خبریں ہوتی ہیں جسے پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ حجام کہنے لگا کہ اسی لئے تو اخبار دیا ہے۔

دوسرا لطیفہ: کہتے ہیں کہ ایک دفعہ پاکستانی وزیر قانون اور افغانی وزیر ایک دوسرے سے ملے۔ پاکستانی وزیر نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ میرے پاس وزارت قانون کا عہدہ ہے۔ افغانی وزیر بولا کہ میں ریلوے کا وزیر ہوں۔ پاکستانی وزیر نے کہا کہ افغانستان میں تو ریلوے ہے ہی نہیں آپ کیسے وزیر بن گئے؟ افغانی وزیر نے جواب دیا آپ کے ملک میں توسرے سے قانون ہی موجود نہیں پھر بھی آپ وزیر ہیں۔ اسی طرح میں بھی افغانستان میں ریلوے کا وزیر ہوں۔

خاکسار نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے اخبار میں لکھا کہ اس لطیفہ پر تو مجھے چنداں کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں ہم سب بخوبی جانتے ہیں کہ وطن عزیز میں قانون کی حکومت ہے یا دہشت گردی کی اور سب خبروں کا منبع ایک ہی ہے یعنی لاقانونیت اور دہشت گردی۔ دہشت گردی کا پتہ بھی لگ جائے پھر بھی قانون نافذ کرنے والے ادارے معذور ہوجاتے ہیں بلکہ عدالتوں کے ججز کو عدالتی فیصلہ سنانے کے بعد چھپنا پڑتا ہے اور بعض صورتوں میں ملک سے ہی فرار ہونا پڑتا ہے۔ کیوں کہ وہ جانتے ہیں کہ ان کا اپنا بنایا ہوا قانون بھی انہیں صحیح فیصلہ کی وجہ سے بچا نہ سکے گا۔

ایک اور لطیفہ: ایک ایس پی (SP) صاحب گھر پر تھے ان کی بیگم کار پر شاپنگ کرنے بازار گئیں۔ واپسی پر انہیں معلوم ہوا کہ ان کے ہاتھ کی گھڑی غائب ہے۔ بیگم نے SP صاحب سے کہا تم بھی عجیب حاکم ہو بازار میں کسی نے میرے ہاتھ سے گھڑی اتار لی ہے! SP صاحب نے اسی وقت تھانے میں فون کیا اور تھانے دار کو سخت لہجہ میں بُرا بھلا کہا کہ میری بیگم کی گھڑی بازار میں کسی نے اتار لی ہے۔ گھڑی فوراً برآمد کرو۔ ایک گھنٹے بعد ایس پی صاحب اسی کار میں بیٹھ کر باہر جانے لگے تو اس نے دیکھا کہ گھڑی گاڑی میں گری پڑی ہوئی ہے۔ ایس پی صاحب نے گھڑی بیگم کو دے دی اور تھانے دار کو فون کیا کوئی بات نہیں گھڑی مل گئی ہے۔ تھانے دار نے جواب دیا میں نے گھڑی برآمد بھی کر لی ہے اور آدمی کا چالان بھی کر دیا ہے اور اسے حوالات میں بند کیا جاچکا ہے۔ اب سر بتائیں میں کیا کروں۔ مزید کیا حکم ہے؟

کیا ایسے ہی ہوتا ہے؟ بالکل ایسے ہی ہوتا ہے بعض پروگراموں سے اس کی سو فی صد تصدیق ہوجاتی ہے کہ بعض مجرم بے گناہ جیلوں میں پڑے ہیں اور ان پر کوئی مقدمہ بھی نہیں ہوتا۔ صرف ذاتی دشمنی یا بعض اوقات افسران بالا سے دوستی کی وجہ سے کسی کو حوالات میں بند کر دیا جاتا ہے۔ انصاف زبانوں پر ہے لیکن ایوانوں اور ایمانوں میں نہیں۔

اس مضمون کا آخری لطیفہ: آوارہ کتوں کے خلاف بلدیہ کی مہم زوروں پر تھی ایک صاحب اپنے کتے کو نہلانے کے لئے نکلے تو ایک پولیس نے انہیں روک لیا اور پوچھا کیا آپ نے کتے کا لائسنس بنوا لیا ہے؟ وہ صاحب بولے نہیں۔ اس نے ابھی ڈرائیونگ نہیں سیکھی۔

یہ لطائف خاکسار نے ایک رسالے سے لئے ہیں۔ دراصل یہ لطائف نہیں، حقیقت حال ہے۔ ہمارے معاشرہ کی۔ لیجئے اسی مضمون کے آخر پر خاکسار نے چند احادیث بھی لکھی تھیں۔

ظلم سے بچو: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظلم سے بچو کیوں کہ قیامت کے دن ظلم تاریکیاں بن کر سامنے آئے گا۔

ایک صحابی رو رہے تھے۔ رونے کا سبب یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنی امت کے بارہ میں شرک اور مخفی خواہشات سے ڈرتا ہوں۔

ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ میری امت کا مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ اعمال لے کر آئے گا لیکن اس نے کسی کو گالی دی ہو گی۔ کسی پر تہمت لگائی ہو گی۔ کسی کا مال کھایا ہو گا اور کسی کا ناحق خون بہایا ہو گا اور کسی کو مارا ہو گا۔ پس ان مظلوموں کو ان کی نیکیاں دے دی جائیں گی۔ یہاں تک کہ اگر ان کے حقوق ادا کرنے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو ان کے گناہ اس کے ذمہ ڈال دیئے جائیں گے اور اس طرح جنت کی بجائے اسے دوزخ میں ڈال دیا جائے۔ یہی شخص دراصل مفلس ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ ''یاد رکھو کہ وہ دین خدا کی طرف سے نہیں ہوسکتا جس میں انسانی ہمدردی نہیں۔ خدا نے ہمیں یہ سکھایا ہے کہ زمین پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم کیا جائے''

پس ہماری یہ دعا ہے کہ

شیطان کی حکومت مٹ جائے اس جہاں سے
حاکم تمام دنیا پہ میرا مصطفیٰؐ ہو

چینو چیمپئن نے اپنی اشاعت 4 تا 10/ فروری 2012ء میں صفحہ B5 پر ہماری ایک خبر تصویر کے ساتھ شائع کی ہے۔ تصویر کے نیچے لکھا ہے۔ امام شمشاد ناصر آف احمدیہ مسلم کمیونٹی سٹیٹ سینیٹر گلوریا نیگریٹ State Set,Gloria Negrete Mecleoud کو اسلامی لٹریچر دے رہیں۔ خبر کا عنوان ہے۔ ''مسجد میں لائف آف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا پروگرام۔''

قریباً 450 احمدی مسلم مرد و خواتین بچے۔ مہمانوں کے ساتھ خصوصاً سیرالیون مغربی افریقہ سے تعلق رکھنے والے احمدیہ مسلم کمیونٹی کی مسجد میں اکٹھے ہوئے اور لائف آف محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر پروگرام کیا گیا۔

سٹیٹ سینیٹر گلوریا نیگریٹ اور سیرالیون سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے بھی اسی پروگرام میں تقاریر کیں۔ اس موقعہ پر مسجد بیت الحمید چینو کے امام سید شمشاد ناصر نے سٹیٹ سینیٹر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ سے متعلق ایک کتاب دی جو جماعت احمدیہ کے پانچویں خلیفہ کی ہے۔

الاخبار نے اپنی اشاعت 8/ فروری 2012ء میں صفحہ 9 پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایک خطبہ جمعہ کا خلاصہ حضور انور کی تصویر کے ساتھ شائع کیا۔ حضور نے اس خطبہ جمعہ میں سورہ آل عمران کی آیات 115-116 اور ان کا ترجمہ سنایا۔

یُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰہِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَیَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَیَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَیُسَارِعُوۡنَ فِی الۡخَیۡرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِکَ مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۱۱۵﴾ وَمَا یَفۡعَلُوۡا مِنۡ خَیۡرٍ فَلَنۡ یُّکۡفَرُوۡہُ ؕ وَاللّٰہُ عَلِیۡمٌۢ بِالۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۱۱۶﴾

(آل عمران:115-116)

ترجمہ: وہ اللہ پر اور آنے والے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور نیکی کی ہدایت کرتے ہیں اور بدی سے روکتے ہیں اور نیک کاموں میں ایک

دوسرے سے آگے بڑھتے ہیں اور یہ لوگ نیکوں میں سے ہیں اور جو نیکی بھی وہ کریں اس کی ناقدری نہیں کی جائے گی اور اللہ متقیوں کو خوب جانتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ اس آیت میں مومنوں کی علامات ہیں۔ کہ وہ نیکیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں اور اصلاح نفس کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہی وہ باتیں ہی جو انسان کو نیک بناتی ہیں اور یہ ایمانی قوت کی علامت ہیں اور انہی سے انسان کو زندگی میں کامیابی حاصل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کو بھی یہی اعمال محبوب ہیں اور ایسے نیک اعمال کرنے والوں کی نیکیوں کو کبھی خدا تعالیٰ ضائع نہیں کرتا اور یہ کہ اللہ تعالیٰ تو غیب اور حاضر سب چیزوں کو جانتا ہے اور یہ کہ انسان کی نیت میں کیا ہے۔یعنی وہ نیتوں کے بھید سے بھی خوب واقف ہے۔

ہم خوش قسمت ہیں اور خدا تعالیٰ نے ہم پر یہ احسان کیا ہے کہ جو اس زمانے میں مسیح موعود کو بھیجا کہ جس نے آ کر فساد، ظلم اور فتنوں کو دور کرنا ہے۔ ہم آپ پر ایمان لائے ہیں۔ اس لئے ہمیں ایسے نیکی کے عمل کرنے میں جلدی کرنی چاہئے جس سے کہ ہمارے اعمال میں ترقی ہو اور ایمان میں ترقی ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اسی امر کی طرف بار بار توجہ دلائی ہے کہ جب انسان قرب خداوندی حاصل کرنا چاہتا ہے۔تو اسے اپنے نفس کا محاسبہ کرنا چاہیئے۔

حضور نے اپنے خطبہ میں اس آیت کی بھی تلاوت فرمائی وَجَاعِلُ الَّذِیۡنَ اتَّبَعُوۡکَ فَوۡقَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ حضور نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہے کہ آپ کے ماننے والے دوسروں پر ہمیشہ غالب رہیں گے۔ ان شاء اللہ۔

آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اقتباس اور تعلیم بھی سنائی کہ جس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہمارے اقوال اور افعال ایک جیسے ہونے چاہئیں۔ ان میں ہرگز تضاد نہیں ہونا چاہیئے اور ہمارے افعال قیل و قال اور ریاکاری سے پاک ہونے چاہئیں جو کہ ہم اور ہمارے غیر میں ایک واضح فرق کر کے دکھائے۔

اگر کسی کے دل میں ناپاکی ہے تو وہ قبول کے لائق نہیں ہے اور نہ ایسے شخص کی کوئی قیمت ہے اور اگر ہمارے افراد بھی ایسے ہوں کہ وہ کہتے کچھ ہوں اور ان کے دلوں میں کچھ اور ہے۔تو ان کی عاقبت محمود نہیں ہوسکتی۔

حضرت مسیح موعودؑ نے متقی کی ایک علامت یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ وہ مسکینی اور فقر کی حالت میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ آپؑ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ توبہ کا اثر اس دنیوی زندگی پر بھی پڑنا ہے۔ جو شخص اپنی آخرت ٹھیک کرنا چاہتا ہے۔ اسے چاہیئے کہ وہ یہ دعا بھی کثرت سے پڑھے۔ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّفِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ (البقرہ:202)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے عبادت کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ دلائی اور ایک خدا کی عبادت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ مومن حقیقی وہی ہے۔جس کی توجہ کلیۃً اللہ تعالیٰ کی طرف ہو اور اس بات کی تعلیم اور تربیت وہ خود اور اپنے بچوں اور بیوی کی بھی کرے تا سب موحد بن جائیں۔

الانتشار العربی نے اپنی اشاعت 9/ فروری 2012ء میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کا خلاصہ حضور انور کی تصویر کے ساتھ شائع فرمایا۔ یہ خلاصہ ''علامات المومنین'' کے تحت لگایا گیا ہے۔ جو اوپر دوسرے اخبار کے حوالہ سے پہلے گزر چکا ہے۔

الاخبار نے اپنے انگریزی سیکشن میں 8/ فروری 2012ء میں صفحہ 21 پر ہماری ایک خبر اس عنوان سے شائع کی ہے۔ ''450 شاملین نے سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے پروگرام میں احمدیہ مسجد چینو میں شرکت'' چینو، کیلی فورنیا۔ 450 احمدی مسلمان مرد و خواتین اور مہمانوں نے 29/ جنوری 2012ء کو مسجد بیت الحمید چینو میں سیرت النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ایک پروگرام میں شرکت کی۔ میٹنگ کا آغاز 11 بجے ہوا اور ایک بجے ختم ہوئی۔ کیلی فورنیا کی سٹیٹ نمائندہ گلوریا نے بھی اس میں شرکت کی اور کیلی فورنیا میں سیرالیون مغربی افریقہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے بھی اسی جلسہ سیرت النبی میں شرکت کی۔ جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور ترجمہ سے ہوا۔ اس کے بعد مدح شان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نظم پڑھی گئی۔ کالج کے ایک طالب علم عثمان مظفر صدیقی نے پہلی تقریر کی۔تقریر کا عنوان تھا ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ اخلاق کے عمدہ نمونے'' جس میں مقرر نے آپ کی صبر کی طاقت اور قوت برداشت صفات کا ذکر کیا۔ ان کے بعد رمضان جٹالہ صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور اسوہ برائے عائلی زندگی۔ ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک پر تقریر کی۔ ناصرات نے بھی ایک نظم پڑھی۔ ڈاکٹر احسن خان صاحب نے ''صلح حدیبیہ'' پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی۔ نیز فتح مکہ کے واقعات پیش کئے۔سٹیٹ کے نمائندہ نے بھی اس موقعہ پر مختصر سا خطاب کیا اور انہیں اس جلسہ میں شامل ہونے کی دعوت پر شکریہ کہا۔

چوہدری عطاء الرحمان محمود۔ قائد عمومی مجلس انصار اللہ سویڈن

جلسہ یوم مصلح موعود

زیر اہتمام مجلس انصار اللہ گاتھن برگ

مجلس انصار اللہ گاتھن برگ کے زیر اہتمام مؤرخہ 5/ فروری 2023ء بروز اتوار بعد نماز ظہر وعصر مسجد ناصر گاتھن برگ میں جلسہ یوم مصلح موعود منایا گیا۔ مجلس انصار اللہ کے زیر اہتمام منعقد ہونے والا یہ پہلا جلسہ مصلح موعود تھا۔ جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا مکرم نثار یوسف صاحب تلاوت قرآن کریم اردو اور سویڈش ترجمے کے ساتھ پیش کی۔ ازاں بعد مکرم انور رشید صاحب صدر مجلس انصار اللہ سویڈن نے عہد انصار اللہ دہرایا۔ اس کے بعد مکرم مرزا ابشارت احمد صاحب نے مکرم پروفیسر مبارک احمد عابد صاحب کی مشہور نظم۔

اے فضل عمر! تیرے اوصاف کریمانہ
یاد آ کے بناتے ہیں ہر روح کو دیوانہ

خوش الحانی سے پڑھی۔

جلسے کی پہلی تقریر مکرم اکرام الحق صاحب نائب صدر صف دوم و قائد تربیت کی تھی تقریر کا موضوع تھا

''حضرت مصلح موعود کی انصار کو نصائح''

فاضل مقرر نے حضرت مصلح موعود کے مختلف خطبات اور تقاریر سے ایسے نہایت خوبصورت اور عمدہ اقتباسات اکٹھے کئے ہوئے تھے جن میں حضور نے مجلس انصار اللہ قائم کرنے کی غرض و غایت اور مقاصد بیان فرمائے ہوئے ہیں۔

اس کے بعد مکرم صلاح الدین یوسف صاحب نائب صدر اول نے پیشگوئی حضرت مصلح موعود کے حوالے سے حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی نظم۔

بشارت دی مسیحا کو خدا نے
تمہیں پہنچے گی رحمت کی نشانی

خوبصورت ترنم کے ساتھ سنائی۔

جلسہ کی اگلی تقریر مکرم آغا یحییٰ خان صاحب مشنری انچارج سویڈن و قائد تبلیغ کی تھی۔تقریر کا موضوع پیشگوئی مصلح موعود کا یہ فقرہ تھا: ''وہ علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا''۔ مکرم آغا صاحب نے اپنی تقریر کے آغاز میں مختصراً اس عظیم الشان پیشگوئی کا پس منظر بیان کیا اور پھر بتایا کہ باوجود اس کے کہ بچپن ہی سے حضرت مصلح موعود کی صحت بہت کمزور تھی اور اسی وجہ سے آپ اپنی تعلیم پر بھی توجہ نہ دے سکے۔خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بھی آپ کے اساتذہ کو یہی ہدایت تھی کہ آپ کو پڑھائی کے لئے مجبور نہیں کرنا بلکہ آپ جب اور جتنا پڑھنا چاہیں اتنا پڑھا دیا کریں۔ اس صورت حال میں آپ اپنی پڑھائی مکمل نہ کر سکے لیکن الٰہی بشارتوں کے مطابق آپ کو علوم ظاہری و باطنی کا بہت بڑا حصہ عطا کیا گیا۔حضرت مصلح موعود اس کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''میں نے کوئی امتحان پاس نہیں کیا۔ ہر دفعہ فیل ہی ہوتا رہا ہوں مگر اب میں خدا کے فضل سے کہتا ہوں کہ کسی علم کا مدعی آ جائے اور ایسے علم کا مدعی آ جائے جس کا میں نے نام بھی نہ سنا ہو اور اپنی باتیں میرے سامنے مقابلہ کے طور پر پیش کرے اور میں اسے لاجواب نہ کر دوں تو جو اس کا جی چاہے کہے۔ضرورت کے وقت ہر علم خدا مجھے سکھاتا ہے اور کوئی شخص نہیں ہے جو مقابلہ میں ٹھہر سکے''

(ملائکۃ اللہ صفحہ 53)

مکرم آغا صاحب نے ٹی وی سکرین پر حضرت مصلح موعود کی شائع شدہ کتابوں کی فہرست دکھائی اور بتایا کہ ابھی بہت سی کتابیں اشاعت کے مراحل میں ہیں۔ ان کتابوں کی افادیت کے اپنے اور پرائے سب معترف ہیں۔ آپ نے احباب کو خصوصی طور پر حضرت مصلح موعودؓ کی درج ذیل کتابیں پڑھنے کی طرف توجہ دلائی۔

اسلام میں اختلافات کا آغاز، اسلام کا اقتصادی نظام، نظام نو، دعوۃ الامیر، ملائکۃ اللہ

یہ کتابیں اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ پیشگوئی مصلح موعود کے الفاظ ''وہ علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا'' اپنی پوری شان و شوکت اور عظمت کے ساتھ پورے ہوئے۔

جلسہ کے اختتام پر مکرم صدر صاحب مجلس انصار اللہ سویڈن نے اپنے خطاب میں مجلس انصار اللہ گاتھن برگ کو تنظیمی سطح پر یوم مصلح موعود منعقد کرنے پر مبارکباد دی اور انصار بھائیوں کو اس طرف توجہ دلائی کہ انہوں نے جلسہ میں جو تقاریر سنی ہیں ان پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش کریں۔ یہی طریقہ ہے جس سے ہم یوم مصلح موعود کے مقصد کو حاصل کر سکتے ہیں۔ دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

جلسہ انتظامیہ کی طرف سے ہر تقریر کے بعد حضرت مصلح موعود کے بارے میں مختصر اقتباسات اور اشعار بھی پیش کئے گئے۔ آخر میں احباب کی خدمت میں کھانا بھی پیش کیا گیا۔

حنیف محمود کے قلم سے

آدابِ معاشرت

مجلس کے آداب

قسط 9

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا قِیۡلَ لَکُمۡ تَفَسَّحُوۡا فِی الۡمَجٰلِسِ فَافۡسَحُوۡا یَفۡسَحِ اللّٰهُ لَکُمۡ ۚ وَاِذَا قِیۡلَ انۡشُزُوۡا فَانۡشُزُوۡا یَرۡفَعِ اللّٰهُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مِنۡکُمۡ ۙ وَالَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ دَرَجٰتٍ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ خَبِیۡرٌ ﴿۱۲﴾

(المجادلہ: 12)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تمہیں یہ کہا جائے کہ مجلسوں میں (دوسروں کیلئے) جگہ کھلی کر دیا کرو تو کھلی کر دیا کرو، اللہ تمہیں کشادگی عطا کرے گا اور جب کہا جائے کہ اُٹھ جاؤ تو اُٹھ جایا کرو۔

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں: جب تم میں سے کوئی شخص کسی مجلس میں پہنچے تو اُسے سلام کرنا چاہیئے، وہاں بیٹھنا چاہے تو بیٹھ جائے اور جب جانے کے لئے کھڑا ہو تو تب بھی سلام کرے، کیونکہ پہلا سلام دوسرے سلام سے زیادہ افضل نہیں ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب الاستئذان والآداب عن رسول اللہ)

آپؐ فرماتے ہیں: جب لوگ کسی مجلس میں آئیں، ان میں سے اگر کوئی شخص اپنے کسی اور بھائی کو (کھڑا دیکھ کر) بلائے اور اس کے لئے جگہ کشادہ کردے تو چاہیئے کہ (جو کھڑا ہے) وہ اس کے پاس چلا جائے، کیونکہ یہ اس کی تعظیم وتکریم ہے جو اس کے بھائی نے کی ہے۔ پس چاہیئے کہ وہ اس (کے پاس جاکر) بیٹھ جائے۔

(الطیوریات، الجزء الرابع)

آپؐ فرماتے ہیں: جب تم میں سے کوئی شخص کسی مجلس میں پہنچے، اگر اس کے لئے جگہ کشادہ کر دی جائے تو وہ وہاں بیٹھ جائے، ورنہ کوئی اور خالی جگہ تلاش کرے اور وہاں جاکر بیٹھ جائے۔

(صحیح الجامع الصغیر وزیاداتہ، المجلد الاول، حرف الالف)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”بعض دفعہ میں نے دیکھا ہے بعض پڑھے لکھے لوگ بھی پھلانگتے ہوئے آگے آنے کی کوشش کرتے ہیں اُن کو احتیاط کرنی چاہیئے۔ جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائیں۔ کسی دوسرے کی تکلیف کا باعث نہ بنیں اور جلسے کے دنوں میں کیونکہ رَش ہوتا ہے اس لئے جو پہلے آنے والے ہیں وہ آگے آ کر بیٹھ جایا کریں تا کہ پیچھے سے آنے والے آرام سے بیٹھا کریں، بجائے اس کے کہ بیچ میں جگہ خالی ہو اور پھر لوگوں کو پھلانگ کر آنا پڑے۔“

آپؐ نے منع فرمایا کہ کوئی شخص دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر بیٹھے۔

(صحیح الجامع الصغیر وزیاداتہ، باب المناھی)

آپؐ فرماتے ہیں: جو کوئی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے اسے چاہیئے کہ وہ (مجلس کے دوران) کوئی اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الادب)

آپؐ فرماتے ہیں: تم میں سے کوئی کسی شخص کو اس کی جگہ سے نہ اُٹھائے تا کہ وہاں بیٹھ جائے۔

(صحیح مسلم، کتاب السلام)

آپؐ فرماتے ہیں: جو شخص مجلس سے اٹھ کر کہیں جائے اور پھر وہ اپنی جگہ پر واپس آئے تو وہ اس جگہ کا سب سے زیادہ حق دار ہے۔

(صحیح الجامع الصغیر وزیاداتہ، المجلد الاول حرف الالف)

آپؐ فرماتے ہیں: جب کچھ لوگ کسی مجلس میں باتیں کر رہے ہوں اور نہ چاہتے ہوں کہ کوئی اور ان کی باتیں سنے، اس کے باوجود اگر کوئی آ کر ان کی باتیں سننے لگ جائے تو قیامت والے دن اس سننے والے کے کان میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔

(سنن الترمذی، کتاب اللباس عن رسول اللہ، باب ماجاء فی المصورین)

حضرت علیؓ فرماتے ہیں: مجلس میں کسی معزز جگہ کے پانے کے لئے جلدی نہ کر، کیونکہ وہ جگہ جس پر تجھے بٹھایا جاتا ہے اس سے بہتر ہے جس سے تجھے اٹھا کر نیچے بٹھا دیا جائے۔

(غرر الحکم: 10283)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث فرماتے ہیں:

”اسلام نے اُٹھنے اور بیٹھنے اور مجالس میں آنے کے آداب سکھائے ہیں۔ یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں مگر چھوٹی چھوٹی چیزوں نے ہی اسلامی معاشرہ کو ایک فرقان بنا دیا ہے۔ یہ بظاہر چھوٹی چیزیں نتائج کے لحاظ سے چھوٹی نہیں رہتیں بلکہ زبردست چیزیں بن جاتی ہیں جس پر ایک مسلمان کو، ایک احمدی کو فخر کرنا چاہیئے۔“

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

سچے مومن تو وہی ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائیں اور جب کسی اہم اجتماعی معاملے پر (غور کے لئے) اس کے پاس اکٹھے ہوں تو جب تک اس سے اجازت نہ لے لیں، اٹھ کر نہ جائیں۔ یقیناً وہ لوگ جو تجھ سے اجازت لیتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والے ہیں۔ پس جب وہ تجھ سے اپنے بعض کاموں کی خاطر اجازت لیں تو ان میں سے جسے چاہے اجازت دے دے اور ان کے لئے اللہ سے مغفرت طلب کرتا رہ۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(النور: 63)

ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں: تم میں سے جب کوئی اپنے بھائی سے ملنے جائے تو اس وقت تک اس کے پاس سے نہ اٹھے جب تک اس سے اجازت نہ لے لے۔

(الجامع الصحیح، آداب المعاملۃ، الاستیذان)

حضرت واثلۃ بن الخطابؓ روایت کرتے ہیں آپؐ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک صحابیؓ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؐ نے ان کے لئے جگہ کشادہ کی، تو انہوں نے عرض کی اے اللہ کے رسول! جگہ تو کافی کشادہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا: یقیناً ایک مسلمان کا حق ہے کہ جب اس کا بھائی اسے دیکھے تو اس کے لئے ذرا کھسک کر جگہ مزید کشادہ کر دے۔

(شعب الإیمان مؤلفہ احمد بن الحسین، فصل فی قیام المرء لصاحبہ علی وجہ الإکرام والبر)

حضرت علیؓ روایت بیان کرتے ہیں کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپؐ کے سامنے کوئی بیٹھا ہو اور آپؐ نے اس کے سامنے ٹانگیں پھیلائی ہوں۔

(بحار الانوار جلد 13 صفحہ 236)

آپؐ فرماتے ہیں: مجلس میں فحش کلامی نہ کر، ایسا نہ ہو کہ لوگ تیری بدخلقی کی وجہ سے تجھ سے دوری اختیار کر لیں اور کسی آدمی سے خفیہ طور پر بات نہ کر جب تیرے ساتھ دوسرا آدمی ہو۔

(بحار الانوار: 2/354/84)

ان آداب کے علاوہ مندرجہ ذیل امور بھی احادیث سے ثابت ہیں۔

مجلس میں دوسروں کے لئے جگہ کشادہ کرنا ایک آدمی کو اپنے دینی بھائی کے ساتھ محبت میں بڑھاتا ہے اور آپؐ نے مجلس میں دوسرے کی بات کاٹنے سے بھی منع فرمایا اور آپؐ نے ہمیں مجلس کے آداب میں یہ بات بھی سکھائی ہے کہ مجالس کی باتیں بطور امانت ہوتی ہیں اگر کوئی مجالس کی باتیں افشاء کرتا ہے تو یہ خیانت ہے، اس سے بچنا چاہیئے۔ لیکن ایسی مجالس جس میں کسی کے قتل کرنے کا ارادہ کیا جائے، یا حرام شرم گاہ کو حلال سمجھا جائے، یا کسی کا مال لوٹنے کا پروگرام بنایا جائے اس صورت میں مجالس امانت نہیں ہوتیں۔

یہ بات بھی مجلس کے آداب میں سے ہے کہ کوئی اپنے دانتوں کا خلال مجلس میں بیٹھ کر نہ کرے، اور نہ اپنے ناک میں انگلی ڈالے۔ اسی طرح بلغم اور تھوک بھی نہ پھینکے۔

ایسی مجالس میں بیٹھنے سے منع فرمایا ہے جس میں امام کو بُرا کہا جائے یا جس میں کسی کی غیبت کی جائے۔ پیاز، لہسن وغیرہ کھا کر مسجد میں جانے سے منع فرمایا گیا ہے، اس سے فرشتوں اور انسانوں کو تکلیف ہوتی ہے اور مجلس کے اندر کی ہوئی باتوں کا کفارہ یہ ہے کہ جب آدمی مجلس سے اُٹھنے لگے تو یہ دعا پڑھے: پاک ہے تو اے اللہ! اور اپنی تعریف کے ساتھ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی شریک نہیں میں تجھ سے بخشش مانگتا ہوں اور تیری طرف توبہ کرتے ہوئے جھکتا ہوں۔

(صحیح الجامع الصغیر وزیاداتہ)

الفضل کے صفحات روزانہ پڑھا کروں

احسان الفضل کے بیاں کس طرح کروں
گاؤں ترانے حمد کے اور حق ادا کروں

اس قادر و قدیر کا ہے فضل الفضل
اعزاز ہے کہ اس میں ہمیشہ لکھا کروں

اس میں بیاں امارہ، لوامہ ہے مطمئنہ
خود کو ان آئینوں میں روزانہ رکھا کروں

اس کی عبارتوں میں چھپے موتی ڈھونڈ کر
حکمت کی ایک مالا پرو لوں سجا کروں

برکت ہے اس جماعت کے اخبار کی یہی
گھر بیٹھے دنیا بھر کا نظارہ کیا کروں

صبح و سویرے بعد از نماز و قرآں ضیاء
الفضل کے صفحات روزانہ پڑھا کروں

فرحت ضیاء راٹھور جرمنی

صباح الدین بٹ۔ نمائندہ الفضل آن لائن سوئٹزرلینڈ

جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ کا وقف جدید سیمینار

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ کے شعبہ وقف جدید کے تحت پہلا وقف جدید سیمینار مؤرخہ 19؍ نومبر 2022ء بمقام ویگو ٹیننگن نور مسجد کے ملحقہ ہال میں منعقد ہوا۔مقررین کے پیش کردہ علم ومعرفت اور ایمان افروز واقعات کی بدولت سیمینار شاملین کے لئے انتہائی دلچسپ اور مستفید ثابت ہوا۔

سیمینار کا آغاز نماز ظہروعصر کی ادائیگی کے بعد سوا دو بجے مرکز یو کے سے تشریف لائے مہمان خصوصی مکرم ومحترم مبارک احمدظفر صاحب ایڈیشنل وکیل المال کی صدارت میں مکرم فہیم احمد خان صاحب مربی سلسلہ کی تلاوت قرآن کریم مع اُردو و جرمن ترجمہ سے ہوا۔

تلاوت کے بعد مکرم رانا سکندر فاروق صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام نہایت خوش الحانی سے پڑھا۔

منظوم کلام کے بعد مکرم منیر احمد منور صاحب مبلغ انچارج سوئٹزرلینڈ نے اپنے مختصر خطاب میں بڑے خوبصورت انداز میں تحریک وقف جدید کا تعارف کروایا۔

جس میں انہوں نے قرآنی آیات کی روشنی میں مالی قربانی کی اہمیت بیان کی اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات کی روشنی میں تحریک وقف جدید کے مقاصد بیان کئے اور تنظیمی ڈھانچہ کا نقشہ کھینچتے ہوئے اس کے عہدیداروں کی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا۔

وقف جدید کے تعارف کے بعد صدر صاحب مجلس ومرکزی مہمان خصوصی مکرم ومحترم مبارک احمدظفر صاحب نے اختتامی خطاب فرمایا۔

جس میں انہوں نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کے انبیاء علیہم السلام دنیا میں تشریف لاتے ہیں تو وہ اپنے پیروکاروں کو اللہ تعالیٰ کے قریب کرنے کے لئے ہرقسم کے حربے استعمال کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی وقت کی ضرورت کے لحاظ سے اپنے انبیاء علیہم السلام کے ذریعے ان کے پیروکاروں سے بہت سی قربانیوں کے مطالبے بھی کرتا ہے۔یہ قربانیاں جان،مال،عزت اور وقت کی ہوتی ہیں۔یہ زمانہ جس سے آج ہم گزر رہے ہیں اسلام اور باطل کی جنگ کے فیصلہ کن مرحلے میں داخل ہو چکا ہے۔

یہ زمانہ وہ زمانہ ہے جس کو پانے کے لئے کئی نسلیں آئیں اور یہ خواہش کرتی رہیں کہ یہ زمانہ جو آخرین کا زمانہ ہے وہ ہمیں نصیب ہو۔

لیکن یہ خوش قسمتی اور خوش بختی ہمارے حصے میں آئی اور آج ہم اس زمانے سے گزر رہے ہیں۔

یہ زمانہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ ہے اور خاص طور پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں سے جو سب سے بڑا مطالبہ کیا وہ مالی قربانی کا مطالبہ ہے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ کیسا یہ زمانہ برکت کا ہے کہ کسی سے جانیں مانگی نہیں جاتیں اور یہ زمانہ جانوں کے دینے کا نہیں، بلکہ مالوں کو حسب استطاعت خرچ کرنے کا ہے۔اگر ہم آسمان احمدیت کی سیر کو نکلیں تو ہمیں آسمان احمدیت مالی قربانیوں کی کہکشاؤں سے جھلملاتا ہوا نظر آتا ہے اور ان کہکشاؤں میں سے ایک کہکشاں وقف جدید بھی ہے۔۔۔۔یہ وقف جدید کی تحریک سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدمبارک کی آخری یادگار الہامی تحریک ہے۔یہ آپ کے کارہائے نمایاں میں سے ایک عظیم الشان کارنامہ ہے۔جس نے نئی زمین اور نئے آسمانی نظام کی تعمیر نو کا ایک ناقابل فراموش حصہ پایا ہے۔انہوں نے بیرون پاکستان میں تحریک وقف جدید کے کاموں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ 1985ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس تحریک کو بین الاقوامی بنایا۔

افریقہ، ہندوستان، نیپال، بھوٹان، بنگلہ دیش اور اسی طرح وہ علاقے جہاں زیادہ تر مشرک لوگ ہیں۔وہاں اسلام کو پھیلانے کے لئے ایک وسیع تر منصوبہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے بنایا اور اسی منصوبے کے تحت خاص طور پر افریقہ کے فرانکوفونز ممالک کے مشرک علاقوں میں اسلام کی یلغار حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمائی اور تاریخ گواہ ہے کہ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے اس منصوبے نے دیکھتے ہی دیکھتے مغربی افریقہ کے ممالک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور لاکھوں کی تعداد میں لوگ خاص طور پر مشرکین کے علاقوں سے اسلام میں داخل ہوئے۔

1996ء میں حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو آئیوری کوسٹ اور برکینافاسو کے علاقوں کا جائزہ لینے کے لئے بھجوایا۔

محترم مبارک ظفر صاحب نے اپنے ڈیڑھ ماہ کے دورہ کے دوران دونوں ممالک کی مختلف جماعتوں میں پیش آنے والے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ کیا۔

مکرم رضوان مبشر خواجہ نیشنل سیکرٹری مال صاحب نے احباب جماعت کی طرف سے چندہ جات کے حوالے سے آئے ہوئے سوالات پڑھ کر سنائے اور کچھ احباب نے ڈائس پر آکر سوالات کئے۔جن کے محترم مہمان خصوصی صاحب اور محترم مبلغ انچارج صاحب نے مفصل اور تسلّی بخش جوابات دیئے۔

آخر پر محترم مہمان خصوصی نے جماعت کے مالی نظام پر بات کرتے ہوئے فرمایا کہ:

ایک اصول ذہن میں یہ رکھیں کہ چندہ بہرحال ٹیکس نہیں ہے۔چندے کا تعلق تقویٰ سے ہے اور یہ دنیا کے ٹیکس کی طرح نہیں ہے کہ ایک دفعہ ٹیکس وصول کر لیا تو پھر بحق سرکار ضبط اور پھر کبھی واپس نہیں ہوسکتا۔ ہماری جماعت کا مالی نظام سارے کا سارا تقویٰ پر بنیاد رکھتا ہے اور اگر کوئی تقویٰ کے ساتھ چندہ نہیں دے رہا تو وہ اس کی بدبختی ہے کہ وہ کسی وقت پہ آکے اپنا چندہ واپس کرنے کا بھی مطالبہ کرتا ہے جس کی ریشو نہ ہونے کے برابر ہے۔

تو اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رسالہ الوصیّت میں ذکر ہے کہ ایسا مال ردّ کئے جانے کے قابل ہے۔

دنیا کی چیریٹیز کا قانون ہے کہ اگر کوئی ایک دفعہ چیریٹی میں چندہ دے دے تو وہ دوبارہ مطالبہ کرے تو انٹرنیشنل لاء کے مطابق وہ چندہ واپس نہیں لے سکتا اور وہ چیریٹی اس کو واپس دینے کی مجاز نہیں ہے۔

اور اِدھر کیا ہے کہ اگر کوئی تقویٰ سے ہٹ کر اپنے مال کو واپس لینے کے لئے کہتا ہے تو وہ ردّ کر دیا جاتا ہے۔تو اس سے آپ اندازہ کریں کہ چندہ ٹیکس نہیں ہے اس کا سارے کا سارا دارومدار جماعت کے تقویٰ اور اخلاص پر مبنی ہے۔

سوال وجواب کے بعد مکرم ومحترم ولید طارق تارتسر صاحب نیشنل امیر سوئٹزرلینڈ کی دعا سے سیمینار اپنے اختتام کو پہنچا۔

سیمینار میں ساٹھ احباب نے شرکت کی جبکہ زوم لنک کے ذریعے چالیس فیملیز شامل ہوئیں۔

ادارہ الفضل آن لائن کی کتب

1. اسلامی اصطلاحات کا برمحل استعمال
2. ارشادات حضرت مسیح موعود بابت مختلف ممالک وشہر
3. جماعت احمدیہ کے ذریعے اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں خلافت خامسہ کا عظیم الشان کردار اور معیت الٰہی
4. ذیلی تنظیموں کا تعارف اور ان کے مقاصد
5. ارشادات نور
6. جماعت احمدیہ کا نظام خلافت
7. دعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے
8. قرآنی انبیاء
9. معلمین وقف جدید کے لیے مشعل راہ
10. اداریے جلد 1
11. اداریے جلد 2
12. اداریے جلد 3
13. واقعہ افک
14. کتاب تعلیم
15. مجددین اسلام تعارف وکارہائے نمایاں
16. میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا
17. حیات نور الدین
18. جامع المناھج والاسالیب
19. مقام وعظمت خلافت
20. الفضل کی اہمیت، افادیت اور قلم کے استعمال کی ترغیب
21. مسزناصر کی کہانی مسزناصر کی زبانی
22. قرآن کی سورتوں کا تعارف
23. سیدنا حضرت امیرالمؤمنین کا دورۂ امریکہ 2022ء
24. ربط ہے جان محمدصلی اللہ علیہ وسلم
25. سیدنا مصلح موعودؓ
26. دنیا بھر میں احمدیت کی مساجد
27. احمدیت کے چمکتے ستارے
28. لجنہ اماء اللہ کے سو سال
29. دلچسپ ومفید واقعات وحکایات

یہ تمام کتب اس لنک پر پڑھی جاسکتی ہیں: https://www.alfazlonline.org/adaraykikutub/

رپورٹ: رافع احمد تبسم۔ مبلغ سلسلہ آئیوری کوسٹ

فری میڈیکل کیمپ آئیوری کوسٹ

ہیومینیٹی فرسٹ کی جانب سے شروع کئے گئے مختلف فلاحی کاموں کے سلسلے کی ایک کڑی گلوبل ہیلتھ کے تحت میڈیکل کی سہولیات سے محروم علاقوں میں وہاں کے مقامی افراد کی سہولت کے لئے فری میڈیل کیمپس کا انعقاد بھی ہے۔ اس سلسلہ میں محض اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہیومینیٹی فرسٹ آئیوری کوسٹ کو امسال اپنا پہلا فری میڈیکل کیمپ مؤرخہ 12/ فروری 2023ء بروز اتوار آئیوری کوسٹ کے ریجن نڈوسی (N’Douci) کے گاؤں بوسوئے/بناؤ (Boussoué/Binao) میں منعقد کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ یہ گاؤں آئیوری کوسٹ کے معاشی دارالحکومت آبی جان شہر سے تقریباً 100 کلومیٹر کے فاصلے پر موجود ہے۔

اس گاؤں کے نو جوانوں کے صدر مکرم ودراگو الحسن صاحب (Ouedragou Allassane) جو جماعت احمدیہ بناؤ کے صدر جماعت بھی ہیں، انہوں نے گاؤں کی یوتھ کے سربراہ ہونے کی حیثیت سے ماہ دسمبر 2022ء میں ہیومینٹی فرسٹ سے اس گاؤں میں میڈیکل کیمپ لگانے کی درخواست کی، جس کو ہیومینٹی فرسٹ کی جانب سے منظور کر لیا گیا۔ خاکسار (رافع احمد تبسم ریجنل مبلغ سلسلہ) اور معلم سلسلہ مکرم شمس الدین صاحب نے گزشتہ ماہ دورہ کے دوران جب انھیں میڈیکل کیمپ کی منظوری کی اطلاع دی تو وہاں کے مقامی افراد میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، الحمدللہ۔ خاکسار نے انہیں بتایا کہ جماعت احمدیہ خدمت خلق کے کاموں میں بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی ہے تو آپ سب کو بھی اس میں اپنا حصہ ڈالنا چاہیے اور خدمت خلق کا ایک طریقہ چونکہ عطیہ خون کے پروگرام کا انعقاد بھی ہے جو کہ جماعت دکھی انسانیت کی خدمت کے لئے منعقد کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آئیوری کوسٹ میں بھی تقریباً تمام سرکاری سینٹرز جو عطیہ خون کا انتظام کرتے ہیں، کا جماعت سے اس عطیہ خون کے پروگرامز کے انعقاد کے سبب اچھا تعارف ہے، اور ان کو عطیہ خون کے فوائد و اہمیت کے متعلق آگاہی دی اور خواہش ظاہر کی کہ میڈیکل کیمپ والے دن عطیہ خون کا بھی پروگرام کیا جائے، جسے وہاں کے مقامی افراد خصوصاً نوجوانوں نے بخوشی قبول کیا۔ جس پر خاکسار نے متعلقہ سرکاری عطیہ خون سینٹر (National Blood Transfusion Center) علاقہ آبوویل (Agboville) سے رابطہ کیا اور انھیں ہیومینیٹی فرسٹ کی طرف سے لگائے جانے والے میڈیکل کیمپ کے انعقاد کی اطلاع کے ساتھ اس سے گاؤں میں آکر عطیہ خون کیمپ لگانے کی درخواست بھی کی اور انھوں نے اس پروگرام میں شرکت کی حامی بھر لی۔

اس سلسلہ میں ہومینٹی فرسٹ آئیوری کوسٹ کے چیئرمین مکرم وترا یحیٰ صاحب (Ouattara Yaya) نے وزارت صحت سے تین سال کے لئے میڈیکل کیمپ منعقد کرنے کا اجازت نامہ دوبارہ حاصل کیا۔ اس سلسلہ میں سال 2023ء کا پہلا میڈیکل کیمپ متعلقہ گاؤں (بوسوئے) میں ہوا اس کی اطلاع ڈسٹرکٹ ڈائریکٹر شعبہ صحت چیاسالے (Tiassalé)، گبولوویل (Gbolouville) علاقہ کے گورنر اور بوسوئے (Boussoué) گاؤں کے چیف صاحبان کو دی گئی۔

چنانچہ 12/ فروری کی صبح 7 بجے سے میڈیکل کیمپ کے لئے ہیومنیٹی فرسٹ کے چیئرمین مکرم یحیٰی وترا صاحب، احمدی ڈاکٹر احمد کولیبالی صاحب (Dr.Ahmed Coulibaly) ماہر امراض جگر و معدہ نیز انچارج میڈیکل کیمپ اور ان کی ٹیم جس میں احمدیہ ہسپتال آبیجان کے میڈیکل سٹاف کے 3 افراد کے علاوہ 2 مزید ڈاکٹرز اور باقی 5 رضا کار ممبران سینٹرل مشن ہاؤس میں جمع ہوئے اور سفر نیز کیمپ کے انعقاد کی تیاری شروع کی گئی۔ 7 بجکر 45 منٹ پر امیر و مشنری انچارج جماعت احمدیہ آئیوری کوسٹ مکرم عبدالقیوم پاشا صاحب نے دعا کے ساتھ قافلہ کو الوداع کیا۔ 100 کلومیٹر کا یہ فاصلہ جماعتی گاڑی (mini bus) میں تقریباً دو گھنٹے میں طے کر کے 10 بجے سے پہلے بروقت گورنمنٹ پرائمری سکول بوسوئے گاؤں پہنچے جہاں پر موجود خدام کی مدد سے مختصر وقت میں ایک عارضی ہسپتال قائم کیا گیا۔ پروگرام کے آغاز میں مکرم یحیٰ وترا صاحب نے ہیومینٹی فرسٹ کا تعارف اور اس کے فلاحی کاموں کا کچھ خاکہ پیش کیا اور مقامی معلم صاحب نے اس کا جولا زبان میں ترجمہ کیا اور آخر پر خاکسار نے دعا کروائی جس کے ساتھ ہی اس فری میڈیکل کیمپ کا باقاعدہ آغاز ہوگیا۔

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے صبح دس بجے سے لے کر تین بجے سہ پہر تک کیمپ میں موجود ڈاکٹر صاحبان نے تقریباً 215 سے زائد مریضوں کا معائنہ کیا اور ان کو ہیومینیٹی فرسٹ کی جانب سے فری ادویات فراہم کی گئیں۔ اس کیمپ میں ہیپاٹائیٹس بی اور سی (Hepatitis B & C) کے فری ٹیسٹ کے علاوہ ذیابیطس کے ٹیسٹ کی بھی سہولت تھی جس کا عوام الناس کو بھرپور فائدہ ہوا۔ جبکہ دوسری جانب عطیہ خون کی ٹیم نے بھی بروقت پہنچ کر کام شروع کر دیا تھا۔ اس گاؤں میں پہلی مرتبہ جماعت احمدیہ کی بدولت عطیہ خون کا انتظام کیا گیا تھا جس میں مقامی احباب نے چونتیس (34) خون کی بوتلیں عطیہ کیں جس پر موجود ٹیم نے جماعت احمدیہ اور ہیومینٹی فرسٹ کا شکریہ ادا کیا جس کی بدولت یہاں کے افراد

نے بھی اس کار خیر میں حصہ لیا۔ میڈیکل کیمپ میں موجود مریضوں اور مقامی اتھارٹیز نے ہیومینٹی فرسٹ اور جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کیا اور ڈاکٹرز کی کاوشوں کو سراہا اور اپنی نیک خواہشات کا اظہار کیا۔ گاؤں کے نوجوانوں نے عطیہ خون اور ہیومنٹی فرسٹ کی ٹیم کے لئے بہترین کھانے کا انتظام کیا ہوا تھا، اللہ تعالیٰ انہیں جزاء حسنہ سے نوازے۔ میڈیکل کیمپ کے آخر پر ہیومینٹی فرسٹ کی ٹیم کی جانب سے مقامی صاحب اختیار افراد کا شکریہ ادا کیا، باجماعت نمازوں کی ادائیگی کے بعد کیمپ کا اختتام ہوا اور دوبارہ سے تمام سامان گاڑی میں لوڈ کرکے واپسی کا سفر شروع کیا گیا اور تقریباً شام 6 بجے سینٹرل مشن ہاؤس آبی جان پہنچے، جہاں محترم امیر صاحب نے قافلے کا استقبال کیا جس کے بعد انھیں کیمپ کے کامیاب انعقاد کی تفصیل سے آگاہ کیا گیا۔ ہیومینیٹی فرسٹ کی جانب سے لگائے جانے والے اس میڈیکل کیمپ کی رپورٹ ایک مقامی اخبار AIP میں مورخہ 14/ فروری کو شائع ہوئی اور ایک ٹی وی چینل کے مقامی نمائندہ نے بھی اس کی کوریج کی نیز سوشل میڈیا کے ذریعے بھی اس کیمپ کی رپورٹ کی اشاعت کی گئی۔ الحمدللہ

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ میڈیکل کیمپ اور عطیہ خون کی ٹیمز اور تمام معاونین کو جزاء حسنہ سے نوازے، اور مریضوں کو شفاء کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے نیز ہیومینیٹی فرسٹ کے خدمت انسانیت کے اس سلسلہ کو ہمیشہ اسی جوش و جذبے کے ساتھ جاری رکھنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

درخواست دعا

اخبار روزنامہ الفضل لندن آن لائن کو مختلف جہات سے قارئین کی طرف سے دُعاؤں کی درخواستیں ملتی رہتی ہیں۔ جو گاہے بگاہے شائع کر دی جاتی ہیں تاجو دوست یا خواتین بیمار ہیں وہ دنیا بھر کے احمدیوں کی دُعاؤں کے طفیل صحت پائیں۔ جو پریشان ہیں، مشکلات میں ہیں ان کی پریشانیاں اور مشکلات دور ہوں۔ جن کی اولاد نہیں یا اولاد نرینہ کی درخواست کر رہے ہیں۔ ان کی گودیں نیک، صالح، صحت مند اولاد سے ہری ہوں۔ جو امتحانات دے رہے ہیں وہ نمایاں کامیابی پائیں۔ آمین

قارئین روزنامہ الفضل لندن آن لائن شہداء احمدیت کے پسماندگان کو اور اسیران راہ مولیٰ کو بھی اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اسیران کے لئے آسانیاں مہیا فرمائے اور اسلام احمدیت کو دن دوگنی رات چوگنی ترقیات سے نوازتا چلا جائے۔ آمین

اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح کو کامل صحت والی درازی عمر عطا فرمائے۔ اپنی حفاظت خاص میں رکھے اور روح القدس سے اپنی تائیدات سے نوازتا رہے اور ہم تمام احباب جماعت کو خلافت کی برکات وفیوض سے حصہ لینے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین

(ادارہ)

DAILY ONLINE ALFAZL LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

بقیہ: حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ...... از صفحہ 7

علیہ وسلم نے اُن میں جادو کی بجلی بھر دی۔ وہ بجلی جو انسانوں کو دیوتا بنادیتی ہے......اور یہ غلط ہے کہ اسلام محض تلوار سے پھیلا ہے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ اشاعت اسلام کے لئے کبھی تلوار نہیں اُٹھائی گئی۔ اگر مذہب تلوار سے پھیل سکتا ہے تو آج کوئی پھیلا کر دکھائے۔‘‘

(اخبار ’’پرکاش‘‘ بحوالہ ’’برگزیدہ رسولؐ غیروں میں مقبول‘‘ صفحہ 11)

اس آخری فقرہ میں کیسی لازوال سچائی بھری ہوئی ہے ’’اگر مذہب تلوار سے پھیل سکتا ہے تو آج کوئی پھیلا کر دکھادے۔‘‘ ہمارے مقدّس آقا صلی اللہ علیہ وسلم پر جبر کا الزام لگانے والوں کے لئے لمحۂ فکریہ اور چیلنج ہے اور مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس نے مذہب کو پیدا کیا کہ جب سے سلسلۂ نبوّت جاری ہوا ہے نہ کبھی پہلے کسی جابر متشدّد نے اس چیلنج کا جواب دیا نہ آج دے سکتا ہے نہ کبھی آئندہ دے سکے گا اور ایک مودودی نہیں پچاس کروڑ مودودی بھی مِل کر کوشش کریں تب بھی ایک انسان کے دل سے بھی تلوار کی قوّت سے اُس کا مذہب نکال نہیں سکتے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ اس بات کے گواہ ہیں کہ اُن کے مخالفین کی طرف مذہب کو بزور تبدیل کرانے کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار مرتبہ تلوار اُٹھائی گئی مگر ہر بار خائب و خاسر رہی۔ وہ ہاتھ شل ہو گئے اور وہ تلواریں ٹوٹ گئیں اور مذہب اُن کے سائے تلے بے خوف پھیلتا اور پھولتا اور پھلتا رہا۔

پھر ان سب نبیوں کے سردارؐ کے کب شایاں تھا کہ اس معصوم گروہ کے کامیاب طریقۂ تبلیغ کو چھوڑ کر ناکام ظالموں کا وطیرہ اختیار کرتے۔ نہیں۔ ایسا مت کہو کہ یہ میرے آقاؐ پر توڑے جانے والے سب ظلموں سے زیادہ ظلم ہے اور ایسا صریح ظلم ہے کہ غیر بھی بے اختیار پُکار اُٹھے کہ نہیں ہوا۔ چنانچہ موسیو اوجین کلوفل نے آپؐ سے متعلق لکھا:

’’محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام دنیا کو فتح کرنا اور اسلام کا بول بالا کرنا چاہا مگر غیر مذاہب والوں پر کسی قِسم کا جبر و ستم کرنا روا نہیں رکھا۔ اُن کو مذہب اور رائے کی آزادی عطاء کی اور اُن کے تمدّنی حقوق قائم رکھے۔‘‘

(’’اسلام اور علمائے فرنگ‘‘ صفحہ 9 بحوالہ ’’برگزیدہ رسولؐ غیروں میں مقبول‘‘ صفحہ 11)

مسٹر گاندھی کو بھی جن کی فراست بڑی گہری تھی مزید تحقیق کے بعد آخر اپنی اُس رائے کو تبدیل کرنا پڑا جس کا اُوپر ذکر کیا گیا ہے اور اپنے اخبار ’’ینگ انڈیا‘‘ کی ایک اشاعت میں یہ تسلیم کرنا پڑا کہ:

’’مَیں جوں جوں اِس حیرت انگیز مذہب کا مطالعہ کرتا ہوں حقیقت مجھ پر آشکارا ہوتی جاتی ہے کہ اسلام کی شوکت تلوار پر مبنی نہیں۔‘‘

اور ڈاکٹر ڈی۔ ڈبلیو۔ لائٹز نے بھی خود قرآن ہی سے اِس الزام کی تردید میں ایک مضبوط استدلال کرتے ہوئے لکھا:

’’فی الواقع اُن لوگوں کی تمام دلیلیں گِر جاتی ہیں جو محض اِس بات پر قائم ہیں کہ جہاد کا مقصد تلوار کے ذریعہ سے اسلام کا پھیلانا تھا کیونکہ بخلاف اِس کے سورہ حج میں صاف لکھا ہے کہ ’’جہاد کا مدّعا مسجدوں اور گرجاؤں اور یہودیوں کی عبادت گاہوں اور زاہدوں اور عابدوں (تپشیروں) کی خانقاہوں (تپسّیا شالاؤں) کو بربادی سے محفوظ رکھنا ہے۔‘‘

(ایشیا ٹک کوارٹرلی ریویو‘‘ اکتوبر 1886ء)

پس تلوار کے زور سے اسلام پھیلانے کا الزام لگانے والوں سے مَیں خود قرآن ہی کے الفاظ میں پوچھتا ہوں اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا ﴿۲۵﴾ (محمد:25) ’’کیا وہ قرآن پر غور نہیں کرتے؟ یا دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں!‘‘

مگر مولوی کو کون سمجھائے کہ وہ اس دعویٰ پر مُصر ہیں اور ببانگ دُہل مصر ہیں اور فنڈرؔ اور سیلؔ اور ہنریؔ کوپی اور سمتھؔ اور ڈوزیؔ اور سپرنگرؔ کی ہمنوائی میں مُصِر ہیں اِس اعلان پر کہ:

’’یہی پالیسی تھی جس پر رسول اللہؐ نے اور آپؐ کے بعد خلفائے راشدین نے عمل کیا۔ عرب جہاں مسلم پارٹی پیدا ہوئی تھی سب سے پہلے اطراف کے ممالک کو اپنے اصول اور مسلک کی طرف دعوت دی مگر اِس کا انتظار نہ کیا کہ یہ دعوت قبول کی جاتی ہے یا نہیں بلکہ قوت حاصل کرتے ہی رومی سلطنت سے تصادم شروع کر دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکرؓ پارٹی کے لیڈر ہوئے تو انہوں نے رُوم اور ایران دونوں کی غیر اسلامی حکومتوں پر حملہ کیا اور حضرت عمرؓ نے اس حملہ کو کامیابی کے آخری مراحل تک پہنچا دیا۔‘‘

(حقیقتِ جہاد صفحہ 65)

ایک سبق آموز بات

استاد کا احترام

سکندر اعظم کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ اپنے استاد کا بے حد احترام کرتا تھا۔

’’میرا باپ مجھے آسمان سے زمین پر لایا۔ جب کہ میرا استاد، ارسطو مجھے زمین سے آسمان پر لے گیا۔ میرا باپ باعث حیات فانی ہے اور استاد موجب حیات جاوداں۔ میرا باپ میرے جسم کی پرورش کرتا ہے اور استاد میری روح کی۔‘‘

مرسلہ: انجینئر محمود مجیب اصغر۔ سویڈن

فقہی کارنر

جہاد کا لفظ دینی لڑائیوں کے لئے مجازاً بولا گیا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’جاننا چاہئے کہ جہاد کا لفظ جُہد کے لفظ سے مشتق ہے جس کے معنے ہیں کوشش کرنا اور پھر مجاز کے طور پر دینی لڑائیوں کے لئے بولا گیا اور معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں میں جو لڑائی کو یُدّہ کہتے ہیں دراصل یہ لفظ بھی جہاد کے لفظ کا ہی بگڑا ہوا ہے۔ چونکہ عربی زبان تمام زبانوں کی ماں ہے اور تمام زبانیں اس میں سے نکلی ہیں اس لئے یُدّہ کا لفظ جو سنسکرت کی زبان میں لڑائی پر بولا جاتا ہے دراصل جُہد یا جہاد ہے اور پھر جیم کو یا کے ساتھ بدل دیا گیا اور کچھ تصرف کر کے تشدید کے ساتھ بولا گیا‘‘

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 3)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ یو کے)

طلوع وغروب آفتاب

8/ مارچ 2023ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:20	18:27
مدینہ منورہ	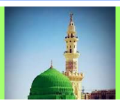	05:20	18:27
قادیان		05:27	18:31
ربوہ		05:07	18:11
اسلام آباد ٹلفورڈ		05:04	17:55